سیرت عبداللہ شاہ غازی رحمۃ اللہ علیہ

مؤلف

حضرت علامہ مولانا سید محمد جمال الدین کاظمی

باہتمام

صاحبزادہ علامہ مولانا سید محمد فرید الحسنین کاظمی

ناشر

مکتبہ غوثیہ ہول سیل

پرانی سبزی منڈی محلہ فرقان آباد، کراچی

فون: 4910584-4926110 موبائل: 0300-2196801

CS CamScanner

حضرت علامہ ومولانا سید جمال الدین کاظمی (رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) کی ایک منفرد کاوش

سیرت عبداللہ شاہ غازی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

مصنف

حضرت علامہ ومولانا سید جمال الدین کاظمی (رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ)

باہتمام

حضرت علامہ ومولانا سید فرید الحسنین کاظمی (دامت برکاتہم العالیہ)

ناشر:۔ مکتبہ غوثیہ ہول سیل پرانی سبزی منڈی کراچی نمبر ۵

فون نمبر:۔ 4926110-4910584

موبائل:۔ 0300-2196801

Email:-maktabaghosia2004@yahoo.com

qasimhazarvi@hotmail.com

CamScanner

جملہ حقوق بحق ناشر محفوظ ہیں

نام کتاب .... سیرت عبداللہ شاہ غازی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

مصنف .... حضرت علامہ مولانا سید جمال الدین کاظمی رحمۃ اللہ علیہ

باہتمام .... سید محمد فرید الحسنین کاظمی دامت برکاتہم العالیہ۔

کمپوزنگ .... غوثیہ کمپوزنگ سینٹر پرانی سبزی منڈی کراچی نمبر ۵

کمپوزر ....

پروف ریڈنگ ....

زیر اہتمام .... حافظ محمد جمیل قادری عطاری ہزاروی۔

زیر سرپرستی .... محمد قاسم قادری عطاری ہزاروی۔

سن اشاعت .... جنوری 2005ء

تعداد 1100

صفحات ....

قیمت ....

ناشر

مکتبہ غوثیہ ہول سیل پرانی سبزی منڈی کراچی نمبر ۵

فون نمبر:۔ 4926110-4910584

موبائل:۔ 0300-2196801

Email:-maktabaghosia2004@yahoo.com

qasimhazarvi@hotmail.com

CamScanner

تعارف حضرت شہزادہ سیادت پناہ عبداللہ شاہ الاشتر ؓ

حیات طیبہ و ترتیب کواکب

شجرہ نسب حضرت عبداللہ الاشتر ؓ

محبت اہل بیت کا حکم اور امت مسلمہ کا عمل

ایک عام غلطی اور اسکا ازالہ

فضائل اہل بیت

حضرات حسنین کریمین رضی اللہ عنہما

سیدنا حضرت عبداللہ الاشتر ؓ کی سندھ میں آمد کی وجوھات

ابو العباس عبداللہ سفاح

سفاح کی موت

ابو جعفر المنصور

بنو ھاشم اور مسئلہ خلافت

عبداللہ بن حسن مثنیٰ ؓ پر ظلم کی جھلک

حضرت محمد المہدی نفس زکیہ ؓ کی شہادت

سیدنا ابراھیم بن ؓ عنہ کے حالات

حضرت ابراھیم بن عبداللہ کا خروج

بصرہ اور اہواز پر قبضہ

کوفہ پر لشکر کشی

حضرت ابراھیم کی شہادت

ھشام بن عمرو بحیثیت گورنر سندھ

ائمہ اربعہ اور حضرت محمد المہدی اور حضرت ابراھیم کا خروج

عرض مصنف

درگاہ پر انوار کے قابل توجہ مسائل اور تجاویز

CamScanner

شجرہ نسب حضرت عبد اللہ الاشتر رضی اللہ تعالیٰ عنہ

شہنشاہ کون و مکاں سیاح لامکان محبوب رب العالمین محمد الرسول ﷺ

خاتون جنت سیدۃ فاطمہ الزہراء رضی اللہ عنہا

سیدنا امام حسن مجتبیٰ رضی اللہ عنہ　　سیدنا امام عالی مقام حضرت حسین رضی اللہ عنہ

حضرت زید رضی اللہ عنہ حضرت حسن مثنیٰ رضی اللہ عنہ حضرت حسین الاثرم حضرت عمرو رضی اللہ عنہ

حضرت عبد اللہ المحض رضی اللہ عنہ

حضرت عبد اللہ رضی اللہ عنہ حضرت محمد نفس زکیہ رضی اللہ عنہ حضرت ابراہیم رضی اللہ عنہ

حضرت عبد اللہ الاشتر رضی اللہ عنہ

شہید وادی مہران مدفون کلفٹن کراچی

تعارف

حضرت شہزادہ سیادت پناہ عبداللہ شاہ الاشتر رحمۃ اللہ علیہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہٗ ونصلی علی رسولہ الکریم وعلی آلہ واصحابہ اجمعین

کراچی کی مشہور ساحلی سیرگاہ کلفٹن کی ایک پہاڑی پر "سید السادات جگر گوشہ سیدنا امام حسن مجتبیٰ رضی اللہ عنہ محدث و فقیہ شہنشاہ ولایت و کرامت' حسن و جمال تاج اہل بیت' گل گلستان سیدنا محمد مہدی نفس زکیہ راحت قلوب مومنین' سید جوادین' سند ابرار ومتقین۔ قائد الصابرین والعابدین والاشجعین والشہداء والصالحین والمہاجرین حضرت سیدنا و مولانا عبداللہ الاشتر ابن سیدنا محمد مہدی نفس زکیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما جن کا مزار مقدس کلفٹن کی اکلوتی پہاڑی پر جاہ و جلال شرف و کمال اور رحمت الٰہی کی تصویر بن کر رحمتوں اور برکتوں سے خلق خدا کو مستفیض کر رہا ہے۔ پورے کلفٹن کے علاقے میں آپ کے روضہ کا گنبد یوں نظر آتا ہے جیسے سورج نصف النہار کے وقت تاباں و درخشاں ہوتا ہے جہاں سے دیکھو فرزند نواسہ رسول کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کا روضہ دل کو کھینچ رہا ہوتا ہے۔

روزانہ ہزاروں زائرین جو روضہ مبارک کو جانے والی دو رویہ سیڑھیوں پر لائن ٹوٹنے نہیں دیتے بلکہ گروہ در گروہ اتنے لوگوں کی آمد و رفت جاری رہتی ہے کہ ہروقت جم غفیر روضہ مبارک پر موجود ہوتا ہے بالخصوص جمعرات اور جمعہ کے دن تو دربار کے وسیع و عریض علاقہ میں زائرین کا سمندر ٹھاٹھیں مار رہا ہوتا ہے نذر و نیاز کا سلسلہ بھی عروج پر ہوتا ہے لنگر سے تبرک حاصل کرنے والے فقراء و مساکین غولوں کی صورت میں موجود ہوتے ہیں بلکہ سینکڑوں ایسے پیشہ ور لوگ آپ کے دربار کے قرب و جوار میں آباد ہو گئے ہیں ہرروز انہیں اتنا مل جاتا ہے کہ صرف ان کی کھانے کی ضرورت ہی پوری نہیں ہوتی بلکہ بہت زائد جمع کر لیتے ہیں جس سے وہ مزید مفادات حاصل کرتے ہیں۔

روضہ انور پر خلق خدا کا ہجوم سیجعل لھم الرحمٰن ودا کا صاف بلاریب منظر قلب و نظر کو دعوت نظارہ دے رہا ہوتا ہے۔

صاحب مزار کے جود و سخا اور فیضان کی بہاریں جو ہن پر ہوتی ہیں ظاہری اور باطنی

CamScanner

خوشبوؤں سے مہکا ہوا ماحول آل رسول اللہ ﷺ کے طبعی نظافت و نفاست اور نکہت آفرینیوں کی غمازی کر رہا ہوتا ہے۔

روضہ مبارک کی سمندر کی جانب کی کھڑکیوں کے سامنے کھڑے ہوں تو یوں محسوس ہوتا ہے کہ جیسے ہوا کا ہر آنے والا جھونکا مدینہ الرسول سے آرہا ہے اور گنبد خضرا سے یہ پیغام لا رہا ہے کہ "باغ رسالت کا یہ دلاویز پھول کتنا خوشبو آفرین ہے"۔

مزار پر آہ و زاری آنسوؤں اور سسکیوں کا نہ تھمنے والا طوفان صاحب مزار کی مقبولیت اور تقرب الٰہی کا آئینہ دار ہوتا ہے۔

ہزاروں زبانوں پر دعائیں کھیل رہی ہوتی ہیں کوئی صاحب مزار کی مظلومیت کا واسطہ دے کر اور کوئی آپ کی شہادت کو وسیلہ بنا کر کوئی آپ کے زہد و تقویٰ کے واسطے دے کر اور کوئی آپ کی خاندانی رفعت و عظمت کا سہارا لے کر کوئی آپ کے علمی جاہ و جلال اور غریب الوطنی کے واسطے دے کر اللہ تعالیٰ سے اپنی اپنی مرادیں مانگ رہے ہوتے ہیں لیکن افسوس کہ ان زائرین میں سے بہت کم لوگ ایسے ہوتے ہیں جن کو آپ کے صحیح حالات زندگی کا علم ہوتا ہے اور وہ آپ کی آقائے نامدار صلی اللہ علیہ وسلم سے اتنی قریبی نسبت سے آگاہ ہوتے ہیں۔

اکثریت ایسے لوگوں کی ہوتی ہے جو اولیاء اللہ کے مزارات پر (بلا تخصیص) حاضر ہوتے اور ان کے وسیلہ کے ذریعے اللہ تعالیٰ سے اپنی مرادیں چاہتے ہیں یونہی اتنی عظیم روحانی علمی اور تاریخی شخصیت کے مزار پر شریعت مطہرہ سے بے تعلق لوگوں کا بھی ہجوم رہتا ہے اور وہ ناپسندیدہ افعال میں مصروف نظر آتے ہیں۔ محکمہ اوقاف جس طرح بد نظمی بے حسی اور مزارات کی آمدنیاں خورد برد کرنے میں شہرت رکھتا ہے آپ کے مزار پر بھی اس کا واضح اثر دیکھا جا سکتا ہے۔

آپ کے دربار کی شان و شوکت اور آپ کی ذکر و فکر سے محبت کے ثبوت کے لئے صرف آپ کے چلے کے مقام اور چند گز کی مسجد کو سجائے رکھنا کافی نہیں بلکہ ایک عالی شان مسجد اور عظیم الشان دینی درسگاہ کی ضرورت ہے تاکہ زائرین کو آپ کے علم و تقویٰ اور آپ کی سیرت مطہرہ کے مطابق عمل کرنے کا موقع مل سکے اور آپ کا دربار پر انوار ظاہری و باطنی تجلیات اور فیوض و برکات کا مثالی نمونہ بنا رہے۔

دربار کے قریب خالی وسیع پلاٹ موجود ہیں جو ان مقاصد کے لئے استعمال کئے جا سکتے ہیں اور اس طرح آپ کے دربار کی رونقوں کو چار چاند لگ سکتے ہیں۔

CamScanner

حیات طیبہ و ترتیب کواکب

اب آپ کے تفصیلی حالات زندگی اور سلسلہ نسب (ترتیب کواکب) مرحلہ وار تحریر کئے جائیں گے۔

جس طرح پہلے ذکر ہو چکا ہے کہ دبستان سیدہ فاطمۃ الزہراء کے مہکتے پھول اور آسمان رسالت کے چمکتے ستارے سیدنا عبداللہ اشتر ۹۸ھ میں سیدنا محمد مہدی نفس زکیہ کے ہاں مدینتہ الرسول میں پیدا ہوئے آپ کا شجرہ نسب تین واسطوں سے سیدنا امام حسن ؓ سے مل جاتا ہے اور چار واسطوں سے سیدنا علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ الکریم سے جا ملتا ہے آپ نے گنبد خضراء کے سائے میں قرآن و حدیث کی تعلیم حاصل کی اور علوم دینیہ میں زبردست مہارت حاصل کی آپ کا شمار مدینہ منورہ کے جید علماء میں ہوتا تھا۔ آپ سیدنا امام جعفر صادق ؓ سے صرف پندرہ سال عمر میں کم تھے۔ آپ کو سیدنا امام باقر ؓ کی علمی محفلوں میں شرکت اور علم و عرفان سے خوشہ چینی کا بھی زریں وقت میسر ہوا۔

آپ سیدنا امام باقر ؓ کے وصال کے وقت سترہ سال کے جوان تھے سیدنا امام باقرؓ سیدنا امام جعفرؓ اپنے دادا حضرت سید عبداللہ اور اپنے والد حضرت نفس زکیہ اور عم محترم حضرت ابراہیم اور اس وقت کے مشاہیر تابعین ائمہ اہل بیت و ائمہ تفسیر و حدیث و فقہ اور آفاقی و روحانی عرفانی شخصیتوں سے آپ نے علم حاصل کیا اور ان کے زیر تربیت رہے۔ رضی اللہ عنہم اجمعین آپ کی پیدائش سے صرف تین سال پہلے امام العابدین سیدنا امام زین العابدین نے رحلت فرمائی آپ نے جلیل القدر تابعین کی نہ صرف زیارت کی بلکہ ان سے فیض حاصل کیا اور اس طرح آپ تبع تابعی ہیں آپ حضرت امام موسیٰ کاظم ؓ سے عمر میں تیس سال بڑے تھے آپ کا شجرہ نسب یوں ہے۔

سیدنا عبداللہ الاشتر بن سیدنا محمد المہدی نفس زکیہ بن سیدنا حضرت عبداللہ بن سیدنا حضرت حسن مثنیٰ بن سیدنا و مولانا راکب دوش مصطفیٰ شہزادہ گلگوں قبا امام حسن مجتبیٰ بن امیر المومنین سیدنا و مولانا علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ الکریم رضی اللہ عنہم اجمعین۔

محبت و مودت اہل بیت کا حکم اور امت مسلمہ کا عمل

آپ نے ملوکیت بنی امیہ میں آنکھ کھولی جب کہ خلافت سیدنا امام حسن رضی اللہ

تعالی عنہ سے اہل بیت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم اہل اقتدار کے لئے تختہ مشق بن چکے تھے اہل بیت کے متعلق اللہ تعالی کے حکم سے سرور کون و مکان نے اپنی امت سے ایک مطالبہ کیا تھا قل اسئلکم علیہ اجراً الا المودۃ فی القربیٰ یعنی دنیا و آخرت کی سب سے بڑی نعمت کلمہ حق تم تک پہنچانے کا اجر میں تم سے اور کوئی طلب نہیں کرتا صرف اپنے قرابت داروں کی تم سے محبت چاہتا ہوں حدیث پاک میں آقائے کونین علیہ صلوۃ والسلام نے فرمایا

انی او شک ان ادعی فاجیب وانی تارک فیکم الثقلین کتاب اللہ حبل ممدود من السماء الی الارض وعترتی اھل بیتی و ان اللطیف الخبیر اخبرنی انھما لن یتفرقا حتی یردا علی الحوض یوم القیامتہ فانظر وافیما تخلفونی فیھما۔

قریب ہے کہ مجھے بلایا جائے تو میں تعمیل کروں اور میں تم میں دو گرانقدر چیزیں چھوڑے جا رہا ہوں (۱) کتاب اللہ جو ایک رسی ہے آسمان سے زمین تک (۲) میری عترت اور اہل بیت مجھے اللہ تعالی نے خبر دی ہے کہ یہ دونوں جدا نہیں ہونگے یہاں تک کہ حوض پر مجھ سے ملاقات کریں تم غور کرو کہ میرے بعد ان دونوں سے کیا معاملہ کرتے ہو۔

یونہی آیت تطہیر میں اہل بیت سے اولین مراد پنجتن پاک ہیں۔ برکات آل رسول ترجمہ الشرف المؤبد لآل محمد صلی اللہ علیہ وسلم میں اس سلسلہ کی فیصلہ کن بحث کی گئی ہے امام ابن جریر نے اپنی تفسیر طبری میں پندرہ مختلف روایتوں سے علامہ جلال الدین سیوطی نے تفسیر در منشور میں بیس روایتوں سے اہل بیت پنجتن کا ہونا مراد لیا ہے کچھ روایات امہات المومنین کے اہل بیت ہونے پر بھی دلالت کرتی ہیں بہر حال اہل عباء یعنی پنجتن پاک کے اہل بیت ہونے میں نہ تو کوئی کلام ہے اور نہ ہی ان سے زیادہ اہل بیت ہونے کا کوئی مستحق مفسرین محدثین کی بہت بھاری اکثریت اسی پر ہے کہ اہل بیت سے مراد سید العالمین صلی اللہ علیہ وسلم، سیدہ فاطمۃ الزہراء، سیدنا علی المرتضیٰ اور حضرات حسنین کریمین ہیں۔ لیکن تجربہ سے یہ بات ثابت ہے کہ جتنی عداوت امت صاحب لولاک کے دلوں میں سادات کرام کی ہے وہ کوئی راز نہیں ہے بنی امیہ اور بنی عباس نے جو مظالم اہل بیت اطہار پر ڈھائے ان کی مثال نہیں ملتی۔ بنی عباس حضور کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پیارے چچا حضرت سیدنا عباس کی اولاد ہیں۔ بنی ہاشم ہونے کے ناطے حضور علیہ السلام کے انتہائی قریبی رشتہ دار ہیں حضرت سیدنا علی المرتضیٰ اور سیدنا عبداللہ ابن

CamScanner

رضی اللہ عنہم کی آپس میں محبت مثالی حیثیت رکھتی تھی۔ حضرت عبداللہ بن عباس روایت و درایت کے سلسلہ کا کتنا عظیم نام ہے ہادی سبل ختم الرسل علیہ الصلوٰۃ والسلام کی دعاؤں کے نتیجہ میں سیدنا ابن عباس کو تفہیم قرآن میں عظیم مقام حاصل ہوا۔

محبت و مودت کے دونوں چچازاد بھائیوں میں کچھ انداز ہی نرالے تھے جب مدینتہ العلم اور حبر الامتہ پوری پوری رات جنت بقیع میں بیٹھ کر علوم قرآنی کی افہام و تفہیم میں مصروف رہتے تھے۔ سیدنا ابن عباس کو اپنے چچازاد بھائی سے صرف محبت ہی نہیں بلکہ عقیدت بھی تھی۔

لیکن کیا کیا جائے اور کیا کہا جائے ہوس اقتدار نے سیدنا عبداللہ ابن عباس کے پڑ پوتے ابوالعباس عبداللہ السفاح اور ابوجعفر منصور اور پوتے عیسیٰ بن موسیٰ و دیگر لوگوں نے سیدنا امام حسن اور سیدنا امام حسین کی اولاد امجاد پر وہ مظالم توڑے جو تاریخ کا انتہائی خون آلود باب بن گئے بنی امیہ سے تو اس ظلم و ستم کی امید کوئی اتنی عجیب بات نہ تھی لیکن سفاح و منصور کی اور عیسیٰ بن موسیٰ کی تیرہ باطنی پر جتنا افسوس کیا جائے کم ہے مورخین نے جہاں خلافت عباسیہ کو اسلام کے لئے زریں دور کہا ہے وہاں اس دور کو خون ریزی اور ظلم و بربریت کا دور بھی قرار دیا ہے سفاح اور منصور نے جس طرح انسانی زندگیوں اور تحفظ کو پامال کیا اور خون ریزی کے جیسے باب رقم کئے اس پر آئندہ صفحات میں کچھ تفصیل دی جائے گی سردست امت مسلمہ کی آل رسول سے محبت کا جائزہ لینا ضروری سمجھتا ہوں آقائے کریم ﷺ کے ارشادات کو امت مسلمہ کے اکثر علماء پس پشت ڈالے ہوئے ہیں آل بیت کی عزت و تکریم سرکار دو عالم ﷺ وسلم کی نسبت سے کرنے کی مناظر بہت ہی کم دیکھنے میں آتے ہیں بلکہ حقیقت تو یہ ہے کہ محبت اہل بیت کے لفظوں کو چاٹنے والوں کی اکثریت آل رسول سے سخت عداوت رکھتی ہے۔

ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ ساؤتھ افریقہ کے ایک شہر لیڈی اسمتھ میں ایک عالم دین کے ساتھ ایک ہی جلسہ میں میری بھی تقریر تھی۔ میں نے فضائل اہل بیت بیان کرنے کے لئے آیت کریمہ قل لا اسئلکم علیہ اجراً الا المودۃ فی القربیٰ پڑھی اور اس کی تفسیر میں پہلا اور اہم قول محبت اہل بیت کا ذکر کیا میرے بعد اس عالم دین کی تقریر تھی جو اپنی بریلویت اور محب اہل بیت ہونے میں کافی شہرت رکھتے ہیں تقریر شروع کرتے ہی اپنی تکلیف کو نہ چھپا سکے اور فرمایا کہ اس آیت کی تفسیر میں متعدد اقوال ہیں اور اس سے صرف محبت اہل بیت مراد نہیں ہے حالانکہ مجھے بھی معلوم تھا لیکن حقیقت تو یہ ہے کہ ان اقوال میں سب سے زیادہ اہم اور راجح قول محبت اہل

CS CamScanner

بیت کا مطالبہ ہے کیا یہی محبت اہل بیت ہے اور آج کل تو خصوصا سید زادی کے نکاح کا مسئلہ علماء امت کے لئے سبب جنگ و جدال بنا ہوا ہے اور کئی ایسے علماء بھی جن کے پہلے اس سلسلہ میں عدم جواز پر تحریریں موجود ہیں۔ آج بھٹک رہے ہیں امت مسلمہ کو آج اس مسئلے پر میدان کلر راز بنانے کی ضرورت نہیں بلکہ اس ملک میں اتنے بڑے بڑے مسائل موجود ہیں جن کا تعلق براہ راست ایمان اور مسلمانی سے ہے شرک و توحید سے ہے حرام کاری اور حرام خوری سے ہے لیکن علماء امت اپنے اقوال و افعال سے عداوت اہل بیت ثابت کر رہے ہیں یوں ہی ایک دفعہ اہل بیت کی محبت و عزت کے مسئلہ پر گفتگو ہو رہی تھی کچھ علماء اس بات پر اصرار کر رہے تھے کہ ہمارے دل جب اہل بیت سے معمور ہیں اور ہم اہل بیت کی عزت میں کوئی دقیقہ فروگذاشت نہیں کرتے میں نے عرض کیا کہ آج تک زندگی میں میں ہزاروں میٹنگوں میں شریک ہوا علماء کی کمیٹیوں کے چناؤ میں شریک ہوا لیکن آج تک میں نے کسی کو نہیں دیکھا کہ وہ سید کے مقابلہ سے دستبردار ہوا ہو یا علماء نے یہ کہا ہو کہ چونکہ ہم میں فلاں عالم دین سید موجود ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اولاد ہونے کے باعث وہ ہم سے افضل ہے لہٰذا بلا مقابلہ فلاں اعلیٰ عہدہ اس کے سپرد کرتے ہیں۔ کیا یہی محبت و مودت اہل بیت ہے عامۃ المسلمین میں پھر بھی کچھ نہ کچھ محبت اہل بیت کے جذبات پائے جاتے ہیں لیکن علماء تو الا ماشاءاللہ اس فرمان مصطفوی علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام سے قطعاً بے نیاز ہیں انہیں اس سلسلہ میں نہ رب العالمین کے احکام کا خیال ہے اور نہ ہی سرکار دو عالم ﷺ کی خواہشات کا کوئی پاس۔ حدیث پاک کل تقی و نقی من آلی کا سہارا لے کر شان اہل بیت کو کم کرنے کی کوشش کی جاتی ہے کیا آل حبیب رب العالمین ﷺ میں کوئی متقی و پرہیز گار نہیں دین کو صرف ذریعہ معاش بنانے والے ہی متقی ہیں۔

سادات کے لئے لمحہ فکریہ

دنیا میں پھیلے ہوئے سادات کرام کی اکثریت آج دین سے دور ہو چکی ہے۔ آل رسول ﷺ ہونے کے باعث یہ ضروری تھا کہ حضور علیہ السلام کی اولاد ہونے کا دعویٰ کرنے والے حضور علیہ السلام کے لائے ہوئے دین پر زیادہ سے زیادہ عمل کرتے اس کا علم حاصل کر کے اس کی تقویت کا باعث بنتے اور حضور علیہ السلام کی کامل اتباع کر کے دنیا و آخرت میں سرخروئی اور حضور ﷺ کی اولاد ہونے کا حق ادا کرتے لیکن اس وقت افسوس کی انتہا نہیں رہتی جب آل رسول ہونے کے دعویداروں کو اس حال میں دیکھا جاتا ہے کہ وہ بھول کر بھی قبلہ کی طرف رخ

نہیں کرتے بعض کے گھروں میں پردہ نہیں ہوتا اور پھر ایسی ناپاک عورتیں بھی دیکھا دیکھی اپنے ناموں کے ساتھ کاظمی، بخاری، گیلانی وغیرہ لکھواتی ہیں جو طوائف کی زندگی اپنائے ہوئے ہوتی ہیں اس صورت میں تو ایسی عورتوں کو صفحہ ہستی سے مٹا دینا چاہئے جو رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم جو دنیا میں سب سے بڑی غیور ہستی ہیں سے ایسی بے غیرت اور حیا باختہ عورتیں اپنی نسبت جوڑ کر آپ کی شان میں کمی کی کوشش کا ارتکاب کرتی ہیں سادات کی ایک موثر تنظیم ہونی چاہئے جو ایسی بیہودہ عورتوں کے خلاف ہتک عزت کے کیس کر کے یا ایسے دشمن دین مردوں اور عورتوں کو صفحہ ہستی سے مٹا کر سرکار دو عالم ﷺ کی عزت کا تحفظ کر سکیں ملک میں عموماً اور سندھ میں خصوصاً بسنے والے ایسے نام نہاد سید جو سرکار دو عالم ﷺ کی اطاعت کی بجائے بد معاشی، بد عملی، بے حیائی، کا مجسمہ بنے ہوئے ہیں حضور علیہ السلام کی سیرت طیبہ سے ان کو دور کا واسطہ نہیں جس دین کے لئے آقائے کریم ﷺ نے بے شمار تکالیف برداشت کیں اپنی عزیز ترین اولاد کی قربانیاں پیش کیں اس دین کی بنیادیں کھوکھلی کرنے والے کیا واقعی سید ہو سکتے ہیں عوام الناس سے بڑھ کر جو فسق و فجور میں شب و روز گزار رہے ہیں انہیں حضور ﷺ سے اپنی نسبت جوڑنے سے شرم کرنی چاہئے۔

ایسے نام نہاد سید یہ کیوں نہیں سوچتے کہ دنیا میں تو ہر قسم کے لوگ وقت گزار لیتے ہیں۔ لیکن کل قیامت کے روز ایسی شکل و صورت اور ایسے اعمال لے کر حضور ﷺ کی خدمت میں حضور ﷺ کی اولاد ہونے کے دعویدار آپ کی شفاعت کے لئے پہنچیں گے تو اس وقت ان کی کیا حالت ہوگی۔

ایک عام غلطی اور اس کا ازالہ

سید۔ سادات اور شریف وغیرہ کے الفاظ معنی کے اعتبار سے خواہ عام ہیں لیکن ان کا استعمال حضرت سیدنا علی المرتضی کرم اللہ وجہہ الکریم کی اس اولاد کے ساتھ خاص ہو گیا ہے جو حضرت سیدہ فاطمۃ الزہراء رضی اللہ تعالی عنہا کے بطن اقدس سے ہوئی۔

برصغیر میں نام کے آخر میں شاہ کا لفظ بھی انہی حضرات کے لئے مخصوص ہو گیا ہے جبکہ یہ تمام الفاظ درحقیقت سردار کے معنی کے لئے موضوع ہیں۔

ہندوستان میں اکثر اور پاکستان میں کم ایسے علماء اور مشائخ موجود ہیں جو اپنے نام سے پہلے احترام کے طور پر الشاہ یا شاہ لکھتے ہیں درحقیقت ایسے حضرات علمی اور روحانی عظمت

واحترام کے باوجود معروف سید یعنی آل رسول اللہ ﷺ نہیں ہوتے عوام اپنی کم علمی کے باعث ایسے لوگوں کو سید یعنی آل سیدہ فاطمۃ الزہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا سمجھنے لگتے ہیں اور شاہ صاحب کہہ کر انہیں مخاطب کرتے ہیں جو زبردست غلطی اور قوم کی تبدیلی کا غیر شعوری طور پر گناہ کا ارتکاب ہے ایسے علمائے کرام اور مشائخ عظام کو یا تو خود اس بات کی وضاحت کرنی چاہئے یا پھر عوام کو یہ سمجھ لینا چاہئے کہ جن حضرات کے اسماء گرامی سے پہلے الشاہ یا شاہ لکھا ہوا ہوتا ہے وہ سید نہیں ہوتے اور ابہام اخفاء اور سکوت کے باعث ایسے حضرات حدیث پاک میں وارد وعیدوں کے ہدف بنتے ہیں۔

فضائل اہل بیت

امام علامہ فخرالدین رازی علیہ الرحمہ نے تفسیر کشاف کے حوالہ سے مندرجہ ذیل طویل حدیث پاک نقل کی ہے:۔

جو شخص آل محمد کی محبت پر فوت ہوا اس نے شہادت کی موت پائی۔ سن لو! جو شخص آل محمد کی محبت پر فوت ہوا وہ اس حال میں فوت ہوا کہ اس کے گناہ بخش دیئے گئے ہیں۔ خبردار! جو شخص آل محمد کی محبت پر فوت ہوا وہ تائب ہو کر فوت ہوا جان لو! جو شخص آل محمد کی محبت پر فوت ہوا اسے پہلے ملک الموت اور پھر منکر نکیر جنت کی خوشخبری دیتے ہیں۔ آگاہ باشید! جو شخص آل محمد کی محبت پر فوت ہوا۔ اسے اعزاز کے ساتھ جنت روانہ کیا جاتا ہے جس طرح دلہن دولہا کے گھر بھیجی جاتی ہے۔ اچھی طرح سن لو! جو شخص آل محمد کی محبت پر فوت ہوا اس کی قبر میں جنت کے دو دروازے کھول دیئے جاتے ہیں۔ جان لو! جو شخص آل محمد کی محبت پر فوت ہوا وہ مسلک اہل سنت و جماعت پر فوت ہوا۔ خوب ذہن نشین کر لو! جو شخص آل محمد کی بغض پر مرا وہ قیامت کے روز اس حال میں آئے گا کہ اس کی آنکھوں کے درمیان لکھا ہو گا "اللہ تعالیٰ کی رحمت سے ناامید"

خبردار! جو شخص آل محمد کی بغض پر مرا وہ کافر مرا

کان کھول کر سن لو! جو شخص آل محمد کی بغض پر مرا وہ جنت کی خوشبو نہیں سونگھے گا (صلی اللہ تعالیٰ علی حبیبہ و آلہ وسلم)

امام علامہ فخرالدین رازی فرماتے ہیں:۔

میں کہتا ہوں آل محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) وہ حضرات ہیں جن کی نسبت حضور

سید عالم ﷺ کی طرف راجع ہے جن کا تعلق آپ سے کامل ترین ہو گا وہی آل ہیں اس میں شک نہیں کہ حضرت فاطمہ، حضرت علی ؑ اور حضرت حسنین کریمین ؓ کا تعلق آپ سے نہایت قوی تھا اور یہ نقل متواتر سے معلوم کی طرح ہے۔ لہٰذا ضروری ہے کہ وہی آل ہو۔ نیز لوگوں کا آل میں اختلاف ہے۔ بعض نے کہا وہ قریبی رشتہ دار ہیں اور بعض نے کہا کہ وہ آپ کی امت ہے اگر ہم آل کو قریبی رشتہ داروں پر محمول کریں تو وہی آل ہیں اور اگر اس امت پر محمول کریں جس نے آپ کی دعوت قبول کی ہے تو بھی وہ آل میں داخل ہیں۔ ثابت ہوا کہ وہ ہر صورت میں آل ہیں اور دوسروں کا آل میں داخل ہونا اختلافی ہے۔

صاحب کشاف روایت کرتے ہیں کہ جب یہ آیت (قل لا اسئلکم علیہ اجرا) نازل ہوئی تو صحابہ نے عرض کیا آپ کے وہ رشتہ دار کونسے ہیں جن کی محبت ہم پر واجب ہے، فرمایا علی، فاطمہ اور ان کے دو صاحبزادے (رضی اللہ تعالیٰ عنہم) ثابت ہوا کہ یہ چاروں نبی اکرم ﷺ کے قریبی رشتہ دار ہیں اور جب یہ ثابت ہو گیا تو واجب ہوا کہ وہ مزید تعظیم کے ساتھ مخصوص ہوں، اس پر چند وجوہ دلالت کرتی ہیں:۔

(۱) اللہ تعالیٰ کا ارشاد الا المودۃ فی القربیٰ

(۲) اس میں شک نہیں کہ نبی اکرم ﷺ حضرت فاطمہ سے محبت رکھتے تھے اور فرمایا "فاطمہ میری لخت جگر ہے، جو چیز اسے اذیت دیتی ہے، مجھے اذیت دیتی ہے"

اور نقل متواتر سے ثابت ہے کہ آپ حضرت علی اور حضرات حسنین کریمین سے محبت رکھتے تھے اور جب یہ ثابت ہے تو تمام امت پر ان کی محبت واجب ہے اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے (ترجمہ آیات کریمہ)

۱۔ میری پیروی کرو تاکہ تم ہدایت پا جاؤ،

۲۔ ان لوگوں کو ڈرنا چاہئے جو آپ کے حکم کی مخالفت کرتے ہیں،

۳۔ تم فرمادو اگر تم اللہ تعالیٰ سے محبت رکھتے ہو تو میری پیروی کرو،

۴۔ تمہارے لئے رسول اللہ ﷺ میں بہترین رہنمائی ہے،

۳۔ آل پاک کے لئے دعا عظیم منصب ہے اسی لئے اس دعا کو نماز میں التحیات کا خاتمہ بنایا گیا اور وہ یہ ہے کہ اللھم صل علیٰ محمد و علیٰ آل محمد یہ تعظیم آل اطہار کے ماسوا میں نہیں پائی جاتی ان تمام سے ثابت ہوتا ہے کہ اہل بیت کی محبت واجب ہے۔ ابن ابی حاتم حضرت

ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اس آیت کی تفسیر نقل کرتے ہیں۔

من یقترف حسنۃ "جو شخص نیکی کرتا ہے"

انہوں نے فرمایا اس سے مراد نبی کریم ﷺ کی آل پاک کی محبت ہے۔

انہی سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

اللہ تعالیٰ سے محبت رکھو کہ وہ تمہیں روزی عطا فرماتا ہے اور اللہ تعالیٰ کی محبت کے سبب مجھ سے اور میری محبت کے سبب میرے اہل بیت سے محبت رکھو۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

"اہل بیت کی ایک دن کی محبت ایک سال کی عبادت سے بہتر ہے"۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں نبی اکرم ﷺ نے فرمایا

"تم میں سے بہتر وہ ہے جو میرے بعد میرے اہل سے اچھا ہو گا"

امام طبرانی وغیرہ راوی ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

"کوئی بندہ (کامل) مومن نہیں ہو سکتا جب تک مجھے اپنی جان سے' میری اولاد کو اپنی اولاد سے' میرے اہل کو اپنے اہل سے' میری ذات کو اپنی ذات سے زیادہ محبوب نہ جانے"

حضور سید الانبیاء ﷺ نے فرمایا

"میرے اہل بیت اور میری امت سے ان کے محب حوض پر (انگشت شہادت اور درمیانی انگلی کی طرف اشارہ فرماتے ہوئے) ان دو انگلیوں کی طرح ایک ساتھ وارد ہوں گے"

امام دیلمی راوی ہیں کہ حضور شفیع المذنبین ﷺ نے فرمایا

"جو شخص وسیلہ چاہتا ہے اور اس کی خواہش ہے کہ میری بارگاہ میں اس کی کوئی خدمت ہو جس کی بدولت میں قیامت کے دن اس کی شفاعت کروں تو اسے میرے اہل کی خدمت کرنی چاہئے اور انہیں خوش کرنا چاہئے"

حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں مجھے رسول اللہ ﷺ نے خبر دی:

سب سے پہلے میں' فاطمہ اور حسن و حسین جنت میں داخل ہوں گے۔

میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! ہمارے محبین کا کیا حال ہو گا؟ فرمایا وہ

ہمارے پیچھے ہوں گے۔

ابن نجار اپنی تاریخ میں حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ نے فرمایا۔

"ہر شے کی ایک بنیاد ہوتی ہے اور اسلام کی بنیاد صحابہ اور اہل بیت کی محبت ہے"

اکابر سلف و خلف اہل بیت کی کمال محبت پر کاربند رہے ہیں۔ سید اکابر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:۔

رسول اکرم ﷺ کے رشتہ داروں کی خدمت مجھے اپنے رشتہ داروں کی صلہ رحمی سے زیادہ محبوب ہے:۔

امام بخاری حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سے راوی ہیں۔

"نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے احترام کے پیش نظر اہل بیت کا احترام کرو"

سیدی عبدالوہاب شعرانی منن الکبریٰ میں فرماتے ہیں:۔

مجھ پر اللہ تعالیٰ کے احسانات میں سے ایک یہ ہے کہ میں سادات کرام کی بے حد تعظیم کرتا ہوں اگرچہ لوگ ان کے نسب میں طعن کرتے ہوں۔ میں اس تعظیم کو اپنے اوپر ان کا حق تصور کرتا ہوں اسی طرح علماء و اولیاء کی اولاد کی تعظیم شرعی طریقے سے کرتا ہوں اگرچہ وہ متقی نہ ہوں۔ پھر میں سادات کی کم از کم اتنی تعظیم کرتا ہوں جتنی والئی مصر کے کسی بھی نائب یا لشکر کے قاضی کی ہو سکتی ہے۔

سادات کرام کے آداب میں سے یہ ہے کہ ہم ان سے عمدہ بستر اعلیٰ مرتبے اور بہتر طریقے پر نہ بیٹھیں انکی مطلقہ یا بیوہ عورت سے نکاح نہ کریں اسی طرح کسی سید زادی سے نکاح نہ کریں۔ ہاں اگرچہ ہم میں سے کوئی شخص یہ سمجھتا ہے کہ میں ان کی تعظیم کا حق واجب ادا کر سکتا ہوں اور ان کی مرضی کے مطابق عمل کر سکتا ہوں (تو پھر ان سے نکاح کر سکتا ہے) لیکن ان کے بعد کسی دوسری عورت سے نکاح نہ کرے اور نہ ہی کنیز خریدے (تاکہ ان کی دل شکنی نہ ہو) ہم اپنی قدرت کے مطابق انہیں خوراک اور لباس مہیا کریں گے اس میں کمی نہیں کرینگے اور ان سے کہیں گے کہ آپ کے جد امجد رسول اکرم ﷺ نے اسے پسندیدہ فرمایا ہے (کہ اخراجات حسب استطاعت ہوں)

CS CamScanner

اسی طرح جب وہ ہم سے کسی جائز خواہش کا اظہار کریں تو ہم اسے پورا کریں گے جب وہ کھڑی ہوں تو جوتے ان کے آگے رکھیں گے اور جب وہ ہمارے پاس آئیں تو ہم ان کے احترام کے لئے کھڑے ہو جائیں گے کیونکہ وہ نبی اکرم ﷺ کی اولاد پاک میں سے ہیں اگرچہ خرید وفروخت کا موقعہ ہو تو ہم کسی سید زادی کے بندن کی طرف نہیں دیکھیں گے ہاں یہ الگ صورت ہے کہ ہم پر شرعاً لازم ہو جائے (مثلاً علاج معالجہ کے وقت) اگر ہم میں سے کئی جوتے بیچتا ہے تو ہم ان کے تہ بند یا شلوار کی طرف نہیں دیکھیں گے کیونکہ یہ بات ان کے جد امجد رسول اللہ ﷺ کی ناراضگی کا باعث ہوگی:۔

علامہ شعرانی رحمۃ اللہ علیہ "البحر المورود فی المواثیق والعهود" میں فرماتے ہیں ہم سے یہ عہد لیا گیا ہے کہ ہم ہرگز سید زادی سے نکاح نہ کریں مگر اس وقت اپنے آپ کو ان کا خادم تصور کریں کیونکہ وہ نبی اکرم ﷺ کی لخت جگر ہیں جو شخص اپنے آپ کو ان کا غلام تصور کرے اور یہ عقیدہ رکھے کہ جب میں نے ان کی نافرمانی کی تو میں نافرمان غلام اور گناہ گار ہوں گا تو وہ نکاح نہ کرے ورنہ اسے لائق نہیں ہے جو شخص تبرک کے لئے ان سے نکاح کرے اسے کہا جائے گا کہ سلامتی غنیمت سے مقدم ہے (یعنی یہ خطرہ بہر حال باقی رہے گا کہ ممکن ہے ان کی تعظیم کما حقہ ادا نہ ہو سکے اس لئے اجتناب ہی بہتر ہے) خصوصاً جب ان کے بعد کسی اور عورت سے نکاح کرے یا کنیز خریدے یا اپنے بخل اور خست سے انہیں تکلیف دے رہا برکت حاصل کرنے کا مسئلہ تو وہ نکاح کے بغیر ان کی خدمت کرنے سے حاصل ہو سکتی ہے۔ خلاصہ کلام یہ ہے کہ سیدہ کے حق کی ادائیگی اور ان کی صحیح تعظیم وہی کر سکتا ہے جس کا نفس مر چکا ہو دنیا سے بے رغبتی کے مقام پر فائز ہو اور اس کا دل نور ایمان سے اس طرح منور ہو کہ اس کے نزدیک نبی کریم ﷺ کی اولاد اپنے اہل، اولاد اور مال سے زیادہ محبوب ہو کیونکہ جو چیز سادات کو تکلیف دے گی وہ رسول اکرم ﷺ کی اذیت کا باعث ہوگی۔ (علامہ امام شعرانی کا کلام ختم ہوا)

امام طبرانی معجم اوسط میں حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے راوی ہیں وہ فرماتے ہیں:

"ہمیں نبی اکرم ﷺ نے خطبہ ارشاد فرمایا میں نے آپ کو فرماتے سنا کہ اے لوگو جو شخص ہم اہل بیت کو مبغوض رکھے گا اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اسے یہودی بنا کر اٹھائے گا۔

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا "ہم اہل بیت کو کوئی شخص مبغوض نہیں رکھے گا مگر اللہ تعالیٰ اسے جہنم میں داخل فرمائے گا

یہ حدیث امام حاکم نے روایت کی اور اسے شرط شیخین پر صحیح قرار دیا

CS CamScanner

حضرت علی المرتضیٰ کرم اللہ تعالیٰ وجہہ سے مروی ہے کہ انہوں نے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو فرمایا۔

"دیکھنا ہمارے بغض سے اجتناب کرنا کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو شخص ہم سے بغض یا حسد کرے گا اسے قیامت کے دن حوض کوثر سے آگ کے چابکوں سے دور کیا جائے گا" (طبرانی شریف)

امام احمد نے مرفوعاً (نبی کریم ﷺ کا ارشاد) روایت کیا"

"جو شخص اہل بیت سے بغض رکھے گا وہ منافق ہے"

سرور دو عالم ﷺ نے فرمایا۔

"جس شخص نے میرے اہل بیت پر ظلم کیا اور مجھے میری عترت پاک کے بارے میں اذیت دی' اس پر جنت حرام کر دی گئی"

امام الانبیاء والمرسلین ﷺ نے فرمایا:۔

"میں نے سات قسم کے لوگوں پر لعنت کی ہے اور ہر نبی کی دعا مقبول ہوتی ہے ان ہی میں سے آپ نے اس شخص کو شمار کیا جو آپ کی اولاد کے ساتھ وہ معاملہ جائز سمجھتا ہے جسے اللہ تعالیٰ نے حرام کیا ہے"

حضرات حسنین رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے مجموعی فضائل

حضرت علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ الکریم فرماتے ہیں جب حضرت حسن پیدا ہوئے تو میں نے (عرب کے عام طریقے کے مطابق ان کا نام حرب (جنگ۔ جنگجو) رکھا" نبی اکرم ﷺ تشریف لائے اور فرمایا مجھے میرا بیٹا دکھاؤ۔ تم نے اس کا نام رکھا ہے؟ عرض کیا حرب فرمایا بلکہ اس کا نام حسن ہے۔

جب حضرت حسین پیدا ہوئے تو نبی اکرم ﷺ تشریف لائے اور فرمایا مجھے میرا بیٹا دکھاؤ تم نے اس کا نام کیا رکھا ہے؟ عرض کیا (حرب) فرمایا بلکہ وہ حسین ہے۔

جب تیسرا بیٹا پیدا ہوا تو میں نے اس کا نام (حرب) رکھا نبی اکرم ﷺ تشریف لائے اور فرمایا مجھے میرا بیٹا دکھاؤ تم نے اس کا نام کیا رکھا ہے؟ عرض کیا حرب فرمایا بلکہ وہ محسن ہے۔

پھر میں نے ان کے حضرت ہارون علیہ السلام کے صاحبزادوں' شبر' شبیر اور مشبر کے نام پر رکھے (رضی اللہ تعالیٰ عنہم)

حضرت عمران بن سلیمان فرماتے ہیں۔

"حسن اور حسین اہل جنت کے نام ہیں دور جاہلیت میں یہ نام نہیں تھے"

ابن الاعرابی حضرت مفضل سے روایت کرتے ہیں۔

"اللہ تعالیٰ نے یہ نام مخفی رکھے حتیٰ کہ نبی اکرم ﷺ نے اپنے نواسوں کا نام حسن و حسین رکھا"

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا۔

"حسن و حسین دنیا سے میرے دو پھول ہیں"

حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔

"حضرت حسن سر سے سینے تک نبی اکرم ﷺ کے بہت زیادہ مشابہ تھے اور حضرت حسین اس سے نچلے حصہ (یعنی چلتے پھرتے میں) آپ کے بہت زیادہ مشابہ تھے"

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:۔

"حضرات حسنین کریمین نبی اکرم ﷺ کے سامنے کشتی کیا کرتے تھے اور حضور فرماتے یہ حسن ہے حضرت فاطمہ نے عرض کیا کہ آپ یہ کیوں فرماتے ہیں "فرمایا جبرائیل امین فرماتے ہیں یہ حسین ہے"

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے:۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"حسن و حسین جنتی جوانوں کے سردار ہیں۔ سوائے خالہ زاد بھائیوں حضرت عیسیٰ و یحییٰ علیہما السلام کے (ایک روایت میں ہے) ان کے والدین ان سے بہتر ہیں"

حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں ایک رات کسی ضرورت کے تحت نبی اکرم ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہوا آپ باہر تشریف لائے تو کسی چیز کو اٹھائے ہوئے تھے جو مجھے معلوم نہ ہو سکی جب میں عرض حاجب سے فارغ ہوا تو عرض کیا آپ یہ کیا اٹھائے ہوئے ہیں آپ نے چادر مبارک ہٹائی تو میں نے دیکھا کہ آپ کے دونوں پہلوؤں میں حضرات حسنین کریمین ہیں آپ نے فرمایا "یہ دو میرے بیٹے ہیں، میرے نواسے ہیں، اے اللہ میں ان سے اور ان کے محبین

سے محبت رکھتا ہوں تو بھی انہیں اور ان کے محبین کو محبوب رکھ"

حضرت ابو بردہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں نبی اکرم ﷺ ہمیں خطبہ ارشاد فرما رہے تھے اتنے میں حسنین کریمین آگئے انہوں نے سرخ قمیصیں پہن رکھی تھیں اور وہ لڑکھڑاتے ہوئے چل رہے تھے نبی اکرم ﷺ منبر سے اترے اور انہیں اپنے سامنے بٹھالیا پھر فرمایا

"اللہ تعالیٰ نے سچ فرمایا تمہارے مال اور تمہاری اولاد فتنہ (آزمائش) ہیں' میں نے ان دونوں بچوں کو لڑکھڑاتے ہوئے چلتے دیکھا تو میں نے برداشت نہیں کیا یہاں تک کہ میں نے سلسلہ گفتگو منقطع کیا اور انہیں اٹھالیا"

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں نبی اکرم ﷺ تشریف لائے آپ نے ایک کندھے پر حضرت حسن اور دوسرے کندھے پر حضرت حسین کو اٹھایا ہوا تھا آپ کبھی انہیں چومتے اور کبھی انہیں یہاں تک کہ ہمارے پاس تشریف لے آئے اور فرمایا:

"جس نے انہیں محبوب رکھا اس نے مجھے محبوب رکھا اور جس نے انہیں دشمن رکھا اس نے مجھے دشمن رکھا"

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں نبی اکرم ﷺ نماز پڑھ رہے تھے جب آپ سجدے میں جاتے تو حسنین کریمین آپ کی پشت مبارک پر چڑھ جاتے' صحابہ کرام جب انہیں روکنا چاہتے تو آپ اشارہ فرماتے کہ انہیں رہنے دو' جب نماز سے فارغ ہوئے تو انہیں اپنی گود میں اٹھالیا اور فرمایا:

"جسے مجھ سے محبت ہے اس کو چاہئے کہ ان دونوں سے محبت رکھے"

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں نبی اکرم ﷺ سے پوچھا گیا کہ آپ کے اہل بیت میں سے آپ کو زیادہ محبوب کون ہے؟ فرمایا حسن و حسین۔

حضرت فاطمہ زہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ وہ حسنین کریمین کو لے کر بارگاہ رسالت میں حاضر ہوئیں اور عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ! یہ آپ کے دو نواسے ہیں انہیں کچھ عطا فرمایئے' فرمایا:

"حسن کے لئے میری ہیبت اور سیادت ہے اور حسین کے لئے میری جرات اور سخاوت ہے۔ (رضی اللہ تعالیٰ عنہم)۔

فضائل حضرت سیدہ فاطمہ الزہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا

امام ترمذی وغیرہ نے حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کی کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

مجھے اپنے اہل و عیال میں سب سے زیادہ محبوب فاطمہ ہیں رضی اللہ تعالیٰ عنہا

امام طبرانی حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے راوی ہیں کہ:۔

"حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یا رسول اللہ! ہم میں سے کون آپ کو زیادہ محبوب ہے میں یا فاطمہ؟ فرمایا فاطمہ مجھے تم سے زیادہ محبوب ہے اور تم میرے نزدیک ان سے زیادہ معزز ہو"

سیدی عبدالوہاب شعرانی فرماتے ہیں:۔

نبی اکرم ﷺ نے تصریح فرما دی کہ حضرت فاطمہ بارگاہ رسالت میں حضرت علی سے زیادہ محبوب ہیں۔ حضرت علی کا زیادہ معزز ہونا زیادہ محبوب ہونے سے اعلیٰ ہے یا ادنیٰ۔ اس لئے الگ دلیل کی ضرورت ہے۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہما۔"

بہت سے صحابہ سے مروی ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:۔

"قیامت کے دن ندا کرنے والا باطن عرش سے ندا کرے گا اے اہل محشر! اپنے سروں کو جھکالو' اپنی آنکھیں بند کر لو تاکہ فاطمہ بنت محمد ﷺ پل صراط سے گزر کر جنت کی طرف چلی جائیں۔ حضرت ابو ایوب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا ستر ہزار جنتی حوروں کے ہمراہ بجلی کے کوندے کی طرح گزر جائیں گی۔"

ابن حبان حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روای ہیں کہ:۔

"میں نے کسی کو نہیں دیکھا جس کا کلام حضرت فاطمۃ الزہرا سے نبی اکرم ﷺ کے کلام سے زیادہ مشابہ ہو' جب حضرت فاطمہ بارگاہ رسالت میں حاضر ہوتیں تو نبی اکرم ﷺ کھڑے ہو جاتے اور ان کا ہاتھ پکڑ کر انہیں اپنی مجلس میں بٹھالیتے۔"

امام طبرانی نے شیخین کی شرط پر سند صحیح کے ساتھ روایت کی کہ حضرت ام المومنین

عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا

"میں نے حضرت فاطمۃ الزہرا سے زیادہ افضل ان کے والد گرامی صلی اللہ علیہ وسلم کے نزدیک حضرت فاطمہ کے علاوہ کسی کو نہیں دیکھا"۔

امام طبرانی وغیرہ نے بسند حسن سے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ نبی اکرم ﷺ نے حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو فرمایا:۔

"اللہ تعالیٰ تمہاری ناراضگی سے ناراض اور تمہاری خوشی سے راضی ہوتا ہے۔"

جامع صغیر میں ہے:۔

"فاطمہ میرے جسم کا حصہ ہے جو چیز ان کا انقباض کا سبب ہے۔ وہ میرے انقباض کا سبب ہے اور جو ان کی رضا کا سبب ہے وہ میری رضا کا سبب ہے۔"

امام بخاری راوی ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:۔

"فاطمہ میرے حسن کا حصہ ہے۔ ان کی ناراضگی کا سبب میری ناراضگی کا سبب ہے ایک روایت میں ہے کہ جس نے انہیں ناراض کیا اس نے مجھے ناراض کیا"

ابن حبان وغیرہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے راوی ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:۔

"ایک فرشتے نے اللہ تعالیٰ سے میری زیارت کی اجازت طلب کی جس نے میری زیارت نہیں کی تھی۔ اس نے مجھے بشارت دی اور خبر دی کہ فاطمہ میری امت کی عورتوں کی سردار ہیں۔"

ابن عبد البر راوی ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

"بیٹی کیا تم اس پر راضی نہیں ہو کہ تم تمام جہان کی عورتوں کی سردار ہو۔ انہوں نے عرض کیا ابا جان! پھر حضرت مریم کا کیا مقام ہے؟ فرمایا۔ وہ اپنے زمانے کی عورتوں کی سردار ہیں"۔

بہت سے محققین جن میں علامہ تقی الدین سبکی، علامہ جلال الدین سیوطی، علامہ بدر الدین زرکشی اور تقی الدین مقریزی شامل ہیں تصریح فرماتے ہیں کہ حضرت فاطمہ جہان کی تمام عورتوں حتیٰ کہ سیدہ مریم سے بھی افضل ہیں۔ علامہ سبکی سے جب اس بارے میں سوال کیا گیا تو

انہوں نے فرمایا:

"ہمارا مختار جس کے ساتھ ہم اللہ تعالیٰ کی اطاعت کرتے ہیں یہ ہے کہ:۔

حضرت فاطمہ بنت رسول اللہ ﷺ افضل ہیں۔"

ایسا ہی سوال ابن ابی داؤد سے کیا گیا تو انہوں نے فرمایا:۔

"رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

فاطمہ میرے جسم کا حصہ ہیں۔ میں کسی کو حضور ﷺ کے پارہ جسم کے برابر قرار نہیں دے سکتا۔"

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے:۔

"عائشہ کی فضیلت دوسری عورتوں پر ایسی ہے جیسے ثرید کو دوسرے کھانوں پر"

علامہ مناوی اس کی شرح فرماتے ہیں:۔

سلف و خلف کی ایک جماعت نے فرمایا ہم کسی کو نبی اکرم ﷺ کی لخت جگر کے برابر قرار نہیں دیتے۔ بعض حضرات نے فرمایا اس سے معلوم ہوا کہ نبی اکرم ﷺ کی باقی اولاد حضرت فاطمہ کی مثل ہے"۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہم

حافظ ابن حجر نے فرمایا:۔

"ابو یعلی کی حضرت عمر فاروق سے روایت کردہ مرفوع حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ نبی اکرم ﷺ کی صاحبزادیوں کو ازواج مطہرات پر فضیلت ہے"۔ فرمایا

حضرت عثمان غنی سے افضل ﷺ نے حضرت حفصہ سے نکاح کیا اور حضرت عثمان غنی نے حضرت حفصہ سے افضل (حضرت رقیہ اور حضرت ام کلثوم) سے نکاح کیا رضی اللہ تعالیٰ عنہم۔

امام نسائی فرماتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:۔

"میری بیٹی فاطمہ انسانی حور ہے جنہیں کبھی حیض نہیں آیا۔"

حافظ سیوطی خصائص کبریٰ میں فرماتے ہیں:۔

"حضرت فاطمہ کی خصوصیت یہ ہے کہ انہیں کبھی حیض نہیں آتا تھا۔ جب ان کے ہاں بچہ پیدا ہوتا تو ایک گھڑی کے بعد نفاس سے پاک ہو جاتیں یہاں تک کہ ان کی نماز قضا نہ ہوتی۔ اسی لئے ان کا نام زہراء رکھا گیا اور جب انہیں بھوک محسوس ہوئی تو نبی اکرم ﷺ نے ان کے

CS CamScanner

سینے پر دست مبارک رکھا تو اس کے بعد انہیں بھوک محسوس نہیں ہوئی جب ان کے وصال کا وقت قریب آیا تو انہوں نے خود غسل کیا اور وصیت کی کہ کوئی انہیں منکشف نہ کرے۔ چنانچہ حضرت علی ﷺ نے انہیں اسی غسل کے ساتھ دفن کیا"۔

ان کا نام بتول رکھنے کی وجہ بیان کرتے ہوئے علامہ صبان نے فرمایا:۔

"لغت میں "بتل" کا معنی قطع کرنا ہے۔ حضرت خاتون جنت' فضیلت دین اور نسب کے اعتبار سے اپنے زمانے کی تمام عورتوں سے جدا ہیں۔ بلند مرتبہ ہونے کے باجود انہوں نے انتہائی فقر میں زندگی بسر کی۔ یہ غافلوں کے لئے تنبیہہ تھی۔"

امام احمد راوی ہیں کہ ایک دن حضرت بلال صبح کی نماز کے لئے دیر سے پہنچے' نبی اکرم ﷺ نے فرمایا' تمہیں کسی چیز نے روکے رکھا۔ انہوں نے عرض کیا۔ میں حضرت فاطمہ کے پاس سے گزرا۔ وہ آٹا پیس رہی تھیں اور بچہ ان کے پاس رو رہا تھا میں نے ان سے کہا کہ اگر آپ چاہیں تو میں آٹا پیس دیتا ہوں اور اگر چاہیں تو بچے کو سنبھال لیتا ہوں۔ انہوں نے فرمایا میں اپنے بیٹے پر تم سے زیادہ مہربان ہوں' میری تاخیر کا یہ سبب تھا"۔

امام احمد جید سند سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت علی مرتضی ﷺ نے حضرت فاطمہ الزہرا رضی اللہ تعالی عنہا کو فرمایا:۔

"نبی اکرم ﷺ کے پاس بہت سے غلام آئے ہیں۔ تم بھی خدمت کے لئے کوئی غلام حضور سے مانگ لاؤ پھر دونوں بارگاہ رسالت میں حضور ہوئے حضرت فاطمہ نے عرض کیا یا رسول اللہ! آٹا پیتے پیتے میرے ہاتھوں میں گٹے پڑ گئے ہیں۔ اب اللہ تعالی نے آپ کو وسعت عطا فرمائی ہے لہذا آپ ہمیں ایک خادم عطا فرمائیں۔ حضور سید عالم ﷺ نے فرمایا بخدا! اس طرح نہیں ہو سکتا کہ تمہیں خادم عطا کروں اور اہل صفہ بھوک کے سبب اپنے پیٹ باندھ رہے ہوں۔ پھر فرمایا کیا میں تم دونوں کو تمہارے سوال سے بہتر چیز کی خبر نہ دوں۔ انہوں نے عرض کیا ہاں۔ فرمایا کچھ کلمات مجھے جبرائیل امین نے بتلائے ہیں۔ جب تم اپنے بستر پر جاؤ تو آیت الکرسی پڑھو پھر ۳۳ مرتبہ سبحان اللہ' ۳۳ مرتبہ الحمدللہ اور ۳۴ مرتبہ اللہ اکبر پڑھو۔"

نبی اکرم ﷺ نے ہجرت کے دوسرے سال اللہ کے حکم سے ان کا نکاح حضرت علی ﷺ سے کیا۔ بعض روایات کے مطابق نکاح محرم میں ہوا اور رخصتی ذوالحجہ میں ہوئی۔ اس وقت آپ کی عمر پندرہ سال اور حضرت علی ﷺ کی عمر اکیس سال تھی۔ انہوں نے آپ کے بعد

CamScanner

آپ کی حیات ظاہری میں کسی اور سے نکاح نہیں کیا' حضور سرور عالم ﷺ نے رخصتی کے رات آپ کے لئے دعا فرمائی۔

"اے اللہ میں انہیں اور ان کی اولاد کو تیری پناہ میں دیتا ہوں"

ایسی ہی دعا حضرت علی رضی اللہ عنہ کے لئے فرمائی اور ان دونوں کے لئے دعا فرمائی۔

"اللہ تعالیٰ تمہارے متفرق امور کو جمع فرمائے۔"

اللہ تعالیٰ نے ان کی اولاد کو رحمت کی چابیاں' حکمت کے خزانے اور امت کے لئے باعث امن فرمایا۔ دونوں کو مخاطب کر کے فرمایا:۔

"اللہ تعالیٰ دونوں کو برکت عطا فرمائے' تم میں برکت فرمائے' تمہاری کوشش کو عزت دے اور تم دونوں کو بہت ہی پاکیزہ اولاد عطا فرمائے۔"

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:۔

"بخدا! اللہ تعالیٰ نے ان دونوں کو بہت ہی پاکیزہ اولاد عطا فرمائی۔"

عقد نکاح کے وقت نبی اکرم ﷺ نے درج ذیل خطبہ ارشاد فرمایا:۔

"آپ نے جلیل القدر صحابہ مہاجرین و انصار کو بلایا۔ جب وہ آپ کی بارگاہ میں حاضر ہو کر اپنی اپنی جگہ بیٹھ گئے تو حضرت علی رضی اللہ عنہ کی عدم موجودگی میں آپ نے فرمایا:۔

"تمام تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لئے جس کے انعامات کی بناء پر تعریف کی گئی ہے۔ جو اپنی قدرت کے اعتبار سے معبود ہے جس کی سلطنت کی اطاعت کی گئی ہے۔ جس کے عذاب اور قہر سے ڈرا جاتا ہے جس کا حکم زمین و آسمان میں نافذ ہے جس نے اپنی قدرت سے تمام مخلوق کو پیدا کیا' انہیں اپنے احکام سے ممتاز کیا۔ اپنے دین سے عزت بخشی اور اپنے نبی محمد مصطفیٰ ﷺ کے ذریعے معزز فرمایا۔ بے شک اللہ تعالیٰ کا اسم گرامی بابرکت اس کی عظمت بلند ہے اس نے رشتے داری کو سبب اتصال اور امر لازم بنایا۔ اس کے ذریعے اولاد عطا فرمائی اور اسے مخلوق کے لئے ضروری قرار دیا۔ ارشاد ربانی ہے "اللہ تعالیٰ وہ ہے جس نے پانی سے انسان بنایا پھر اسے نسب اور رشتہ داری والا بنایا"۔ پس اللہ تعالیٰ کا امر اس کی قضاء کی طرف جاری ہے اور اس کی قضاء اس کی تقدیر کی طرف ہر قضا کے لئے اندازہ ہے اور ہر اندازے کے لئے مقرر وقت ہے اور ہر مقرر وقت کے لئے کتاب ہے۔ اللہ تعالیٰ جسے چاہتا ہے مٹا دیتا ہے اور جسے چاہتا ہے ثابت فرما دیتا ہے اور اس کے پاس اصل کتاب ہے۔

پھر فرمایا مجھے اللہ تعالیٰ نے حکم دیا ہے کہ میں فاطمہ کا نکاح علی بن ابی طالب سے

CamScanner

کر دوں۔ تم گواہ ہو جاؤ کہ میں نے ان سے فاطمہ کا نکاح چار سو مثقال چاندی (مہر) پر کر دیا اگر وہ اس پر راضی ہوں۔"

پھر حضرت علی مرتضیٰ ﷺ اندر داخل ہوئے۔ نبی اکرم ﷺ نے مسکراتے ہوئے ان کی طرف دیکھا اور فرمایا۔ "اللہ تعالیٰ نے مجھے حکم دیا ہے کہ میں فاطمۃ الزہراء کا نکاح تمہارے ساتھ چار سو مثقال چاندی پر کر دوں کیا تم اس پر راضی ہو"۔

حضرت علی نے خطبہ پڑھا اور عرض کیا یا رسول اللہ! میں اس پر راضی ہوں۔

حضرت علی ﷺ نے حضرت فاطمہ کے بعد ان کے وصال تک کسی اور سے نکاح نہیں کیا جب آپ نے جویریہ بنت ابو جہل کے نکاح کا پیغام دیا تو نبی اکرم ﷺ منبر پر تشریف فرما ہوئے اور ارشاد فرمایا:۔

"بنو ہشام بن مغیرہ نے مجھ سے اجازت طلب کی تھی کہ وہ اپنی بیٹی کا نکاح علی بن ابی طالب سے کر دیں۔ میں انہیں اجازت نہیں دوں گا۔ دوبارہ کہتا ہوں کہ میں انہیں اجازت نہیں دوں گا۔ ہاں ایک صورت یہ ہے کہ علی بن ابی طالب میری بیٹی کو طلاق دیدے اور ان کی بیٹی سے نکاح کر لے۔ وہ میری لخت جگر ہے جو چیز انہیں مضطرب کرتی ہے وہ مجھے مضطرب کرتی ہے اور جو چیز انہیں تکلیف دیتی ہے وہ مجھے تکلیف دیتی ہے بخدا! رسول خدا اور دشمن خدا کی بیٹیاں ایک مرد کے پاس جمع نہیں ہو سکتیں۔ چنانچہ حضرت علی نے نکاح کا ارادہ ترک کر دیا۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہما"۔

ابو داؤد فرماتے ہیں:۔

"اللہ تعالیٰ نے حضرت علی مرتضیٰ ﷺ پر حضرت فاطمۃ الزہراء کی حیات مبارکہ میں کسی اور سے نکاح حرام فرمایا۔"

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال کے چھ ماہ بعد منگل کی رات تین رمضان المبارک ۱۱ھ کو حضرت خاتون فاطمۃ الزہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا وصال ہوا۔

سیدنا حضرت عبد اللہ الاشتر رحمۃ اللہ علیہ کی سندھ آمد کی وجوہات

حضرت سیدنا عبد اللہ الاشتر کی سندھ آمد کی وجوہات کا تعین ابو العباس عبد اللہ سفاح اور اس کے بھائی ابو جعفر منصور کے دور خلافت میں اہل بیت اطہار پر کیئے جانے والے مظالم اور اہل بیت کی مشکلات تکالیف اور وطن وطن کی مسافرت اور مہاجرت زد پوشی، اور غریب

الوطنی کی زندگی سے ہو سکتی ہے اس لئے پہلے سفاح اور منصور کے زمانہ ملوکیت پھر آپ کے والد ماجد حضرت محمد المہدی نفس زکیہ اور آپ کے اولوالعزم چچا حضرت ابراہیم کے خروج اور شہادت کے واقعات سے واقفیت ضروری ہے تاریخ کی مشہور کتابوں تاریخ طبری تاریخ ابن کثیر تاریخ اسلام تاریخ ابن خلدون وغیرہ سے ہم اہم واقعات نذر قارئین کریں گے۔

ابو العباس عبداللہ سفاح

ابو العباس عبداللہ سفاح بن محمد بن علی بن عباس بن عبدالمطلب ہاشم سن ۱۰۴ھ میں بمقام حمیمہ علاقہ بلقاء میں پیدا ہوا۔ وہیں پرورش پائی اپنے بھائی ابراہیم امام کا جانشین ہوا اپنے بھائی منصور سے چھوٹا تھا۔ عبداللہ سفاح خونریزی، سخاوت، حاضر جوابی اور تیز فہمی میں ممتاز تھا۔ سفاح کے عمال بھی خونریزی میں مشاق تھے۔

ایک دفعہ سفاح نے اپنے چچا اسماعیل بن علی کو فارس کی حکومت پر بھیجا اور محمد بن سول کو موصل کی حکومت پر بھیجا اہل موصل نے محمد بن صول کو نکال دیا یہ لوگ بنو عباس سے منحرف تھے۔ سفاح نے ناراض ہو کر اپنے بھائی یحییٰ بن محمد کو بارہ ہزار کی جمعیت سے روانہ کیا یحییٰ بن محمد نے موصل پہنچ کر قصر عمارت میں قیام کیا اور اہل موصل کے بارہ سربرآوردہ آدمیوں کو دھوکے سے بلا کر قتل کر دیا۔ اہل موصل میں اس سے سخت اشتعال پیدا ہوا اور جنگ کرنے پر تیار ہو گئے یحییٰ نے یہ حالت دیکھ کر منادی کرا دی کہ جو شخص جامع مسجد میں چلا آئے گا اس کو امان دی جائے گی یہ سن کر لوگ جامع مسجد کی طرف دوڑ پڑے جامع مسجد کے دروازوں کے پیچھے یحییٰ نے اپنے آدمیوں کو کھڑا کر رکھا تھا جو جامع مسجد کے اندر جاتا تھا قتل کر دیا جاتا اس طرح گیارہ ہزار آدمی قتل کئے گئے پھر شہر میں قتل عام کیا گیا رات ہوئی تو یحییٰ کے کان میں ان عورتوں کے رونے کی آواز آئی جن کے شوہر، باپ، بھائی اور بیٹے ظلماً قتل کر دئے گئے تھے صبح ہوتے ہی یحییٰ نے حکم دیا کہ عورتوں اور بچوں کو بھی قتل کر دیا جائے۔ تین روز تک فوج پر اہل شہر کا خون مباح کر دیا گیا اس حکم کے سنتے ہی شہر میں قتل عام بڑی شدت سے شروع ہو گیا۔ یحییٰ کے لشکر میں چار ہزار زنگی بھی تھے۔ زنگیوں نے عورتوں کی عصمت دری میں کوئی دقیقہ فروگذاشت نہ کیا۔ ہزارہا عورتوں کو پکڑ کر لے گئے چوتھے روز یحییٰ گھوڑے پر سوار ہو کر شہر کی سیر کے لئے نکلا ایک عورت نے ہمت کر کے یحییٰ کے گھوڑے کی باگ پکڑ لی اور کہا کہ کیا تم بنو ہاشم ہو کیا تم رسول اللہ ﷺ کے چچا کی اولاد سے نہیں ہو؟ کیا تم کو یہ خبر نہیں ہے کہ مومنات و مسلمات سے زنگیوں نے جبراً نکاح

کر لیا ہے۔

یحیٰ نے اس کا کچھ جواب نہ دیا اور چلا گیا اگلے دن زنگیوں کو تنخواہ تقسیم کرنے کے بہانے بلایا۔ جب تمام زنگی جمع ہو گئے تو سب کے قتل کرنے کا حکم دیا۔ سفاح کو جب ان حالات کی اطلاع ہوئی تو اس نے اسماعیل بن علی کو موصل بھیج دیا اور یحیٰ کو فارس کی حکومت پر تبدیل کر دیا۔

سفاح کی موت

۱۳۶ھ مقام انبار میں مسلمانوں کے خون سے ہولی کھیلنے والے سفاح پر پیغام اجل آگیا اس طرح چیچک کے مرض میں مبتلا سفاح اس دنیا سے رخصت ہو گیا اس کے بعد اس کی مسند ظلم و ستم پر اس کا بھائی ابو جعفر منصور براجمان ہوا۔

ابو جعفر المنصور

ابو جعفر المنصور کا نام عبداللہ بن محمد بن علی بن عبداللہ بن عباس تھا۔ سلامہ بربریہ ام الولد سے ۹۵ھ میں پیدا ہوا تھا سفاح کے دور میں مختلف علاقوں میں امارت اور انسان کشی کے فرائض انجام دیتا رہا ۱۳۶ھ میں سفاح کی موت کے بعد مستقل طور پر خونریزی اور خون خواری کی مسند پر متمکن ہوا تقریباً ۲۲ سال تک اپنے وفاداروں اور اہل بیت اطہار کے خون سے ہولی کھیلتا رہا۔ بدزبانی میں بھی خصوصی ملکہ رکھتا تھا اپنے چچاؤں کی عزت اور جان اس سے محفوظ نہ تھی۔ سیدنا امام اعظم حضرت عبداللہ بن حسن، سیدنا امام موسیٰ کاظم، سیدنا محمد مہدی، سیدنا ابراہیم بن عبداللہ اور کتنے عظیم المرتبت لوگوں کو اس نے ننگی گالیاں دیں کوڑے مروائے دیواروں میں چنوایا، سولیوں پر چڑھوایا ذلت کی قید میں مبتلا کیا اسی کے ظلم کا ایک شکار حضرت عبداللہ الاشتر بھی تھے جنہوں نے اس کے شر سے بچنے کے لئے سندھ میں ہجرت اور غریب الوطنی کی زندگی کو اپنایا تھا لیکن بے رحم منصور ہوس اقتدار میں اندھا ہو چکا تھا اس نے آپ کو سندھ میں بھی زندہ رہتے برداشت نہ کیا اور اس وقت تک آپ کے پیچھے پڑا رہا جب تک کہ آپکو قتل نہ کروا دیا۔ آئندہ صفحات میں ہم منصور کے مظالم، عہد شکنیوں اور وعدہ خلافیوں کی کچھ تفصیل تحریر کریں گے۔

بنو ہاشم اور مسئلہ خلافت

جس وقت مروان بن محمد کی حکومت میں تزلزل و اضطراب پیدا ہوا اس وقت بنو ہاشم نے ایک مجمع کر کے خلیفہ مقرر کرنے کے متعلق مشورہ کیا آخر کار سب نے اس امر پر اتفاق کیا کہ محمد بن عبداللہ بن حسن مثنیٰ بن امام حسن بن علی (رضی اللہ عنہم اجمعین) کو خلیفہ بنانا چاہئے بیان کیا جاتا ہے کہ منجملہ ان لوگوں کے جنہوں نے اس شب کو بیعت کی تھی المنصور بھی شامل تھا اور جب المنصور اپنے بھائی سفاح کے عہد خلافت ۱۳۶ھ میں حج کرنے گیا تھا تو محمد اور اس کا بھائی ابراہیم چھپ گئے تھے اور بنو ہاشم کے ساتھ اس کے پاس نہیں آئے تھے۔ اس نے ان دونوں کو دریافت کیا زیاد بن عبداللہ حارثی نے عرض کیا "میں ابھی ان دونوں کو حاضر کرتا ہوں" المنصور ان دنوں مکہ میں تھا زیاد بن عبید اللہ کو مدینہ کی طرف واپس کر دیا اس کے بعد المنصور تخت خلافت پر متمکن ہوا لیکن محمد نفس زکیہ کا حال برابر دریافت کرتا جاتا تھا اور بنو ہاشم سے درپردہ استفسار کرتا رہتا تھا اور وہ لوگ یہی جواب دیتے تھے کہ آپ نے اس کی جستجو حد سے بڑھا لی ہے اس وجہ سے وہ جان کے خوف سے روپوش ہو گیا اور علاوہ اس کے اور ابھی عذرات مستحسنہ کر دیا کرتے تھے۔ اس کے بعد المنصور نے عبداللہ بن حسن کو ان کے لڑکے محمد کے حاضر کرنے پر مجبور کرنا شروع کیا عبداللہ نے سلیمان بن علی سے اس سلسلے میں مشورہ کیا سلیمان بن علی نے کہا "اگر وہ (المنصور) درگزر کرنے کا عادی ہوتا تو اپنے چچا سے درگزر کرتا" عبداللہ یہ سن کر متنبہ ہو گئے اور اس وقت سے برابر اپنے لڑکے کو چھپا دینے کی سعی بلیغ کرنے لگے المنصور نے جاسوسوں کو تمام وادی حجاز میں محمد کی جستجو کے لئے پھیلا دیا کوئی چشمہ کوئی مکان ایسا نہیں تھا جہاں پر منصور کے جاسوس نہ رہتے ہوں جب اس میں بھی المنصور کو کامیابی نہ ہوئی تو ایک خط محمد کے طرفداروں کی جانب سے محمد کے نام لکھا جس میں اطاعت و فرمانبرداری کا اظہار کیا تھا اور عجلت کرنے کی رائے دی تھی اس خط کو اپنے جاسوس کے ہاتھ عبداللہؓ کے پاس بھیجا اور اس امر کے اظہار کے لئے کہ یہ ان کے ہوا خواہوں کے پاس سے آیا ہے بہت سامال و اسباب اس کے ساتھ کر دیا۔ اتفاق یہ ہوا کہ المنصور کا ایک کاتب جو درپردہ ہوا خواہ محمدؓ کا تھا اس نے عبداللہ بن حسنؓ کو ان حالات کی اطلاع کے لئے ایک خط بھیجا ان دنوں محمدؓ جھینہ میں ٹھہرے ہوئے تھے قاصد نے محمدؓ کے دریافت کرنے کی بہت کوشش کی اس غرض کو ظاہر کرنے کے خیال سے کہ ان ہوا خواہوں کا خط ان کے ہاتھ میں دیا جائے عبداللہ بن حسنؓ نے قاصد سے کہا تم علی بن حسن کے پاس جاؤ وہ تم کو محمدؓ کے پاس

جھینہ کی جیل میں پہنچادیں گے چنانچہ قاصد علی بن حسن کے پاس گیااور انہوں نے اس کو محمد کے پاس پہنچادیا۔ اس کے بعد المنصور کے کاتب کا خط صحیح حالات پر مشتمل آگاہی کے لئے پہنچا۔

عبداللہ بن حسن نے اسی وقت ابو ہبار کو محمد و علی بن حسن کے پاس اس واقعہ کی اطلاع کے لئے بھیجااور اس قاصد سے بچنے کی تاکید فرمائی۔

ابو ہبار علی بن حسن کو اس واقعہ سے مطلع کر کے محمد کے پاس گیا اتفاق سے اس وقت وہ جاسوس بیٹھا ہوا تھا۔ محمد ؒ کو علیحدہ لیجاکر اس واقع سے مطلع کیا۔ محمد نے کہا "تمہاری اس بارے میں کیارائے ہے"

ابو ہبار نے کہا "مار ڈالو جھگڑا صاف ہو جائے"

محمد ؒ بولے "میں ایک مسلمان کے خون سے اپنے ہاتھ آلودہ نہ کرونگا"

تب ابو ہبار نے کہا "اچھا اس کو مقید کر کے اپنے ہمراہ رکھیئے"

محمد ؒ نے اس سے بھی اختلاف کیا اس وجہ سے کہ روزانہ جان کے خوف سے فرار ہوا کرتے تھے پھر ابو ہبار نے یہ رائے دی کہ اس کو قبیلہ جھینہ میں کسی کے پاس نظر بند کرا دیجئے۔ محمد ؒ نے اس رائے سے اتفاق کیا لیکن جب لوٹ کر اپنی مجلس میں آئے تو وہ شخص غائب تھا۔

حضرت عبداللہ بن حسن مثنیٰ علیہ السلام پر مظالم کی ایک جھلک

یہ شخص جھینہ سے نکل کر مدینہ پہنچااور مدینہ منورہ سے المنصور کے پاس پہنچا کل حالات بیان کئے اور بجائے ابو ہبار کے یہ کہہ دیا کہ ان کے ساتھ ایک شخص "دیر" نامی ہے۔ ابو جعفر المنصور نے دیر کو طلب کر کے محمد کا حال دریافت کیا دیر نے قسمیں کھائیں اور اپنی لاعلمی ظاہر کی منصور کو اعتبار نہ آیا اور اسے پٹوا کر قید کر دیا اس کے بعد منصور نے عقبہ بن سالم ازدی کو بلا کر ایک خط جعلی محمد کے ہوا خواہان خراسان کی جانب سے لکھ کر دیا اور بہت سا مال و اسباب دے کر عبداللہ بن حسن ؒ کے پاس روانہ کیا جوں ہی عقبہ نے عبداللہ بن حسن کے پاس پہنچ کر ہوا خواہان خراسان کا جعلی خط اور مال و اسباب دیا۔ عبداللہ بن حسن ؒ نے خط پھینک دیا جھڑک کر بولے "میں ان لوگوں کو نہیں جانتا تم لوگ میرے پاس سے چلے جاؤ"

اس وقت تو عقبیٰ چلا آیا لیکن وقتاً فوقتاً آتا جاتا رہا یہاں تک کہ عبداللہ بن حسن اس

CamScanner

سے مانوس ہو گئے اور اپنے دلی حالات کہنے لگے عقبہ نے عرض کیا۔

"اس خط کا جواب لکھ دیجئے" عبداللہ بن حسن ؓ نے جواب دیا۔ "خط کا جواب تو نہ لکھوں گا مگر ان لوگوں سے میرا سلام کہہ دینا اور یہ کہہ دینا کہ میرے دونوں لڑکے فلاں وقت خروج کریں گے"

عقبہ کو جب محمد و ابراہیم کے حالات معلوم ہو گئے تو لوٹ کر منصور کے پاس آیا اور تمام حالات اس کو بتائے منصور نے بقصد حج کوچ کیا اور مکہ پہنچا بنو حسن ملنے کو آئے عبداللہ بن حسن بھی ان کے ساتھ تھے منصور نے ان لوگوں کو عزت و احترام سے بٹھایا۔ اگلے دن دعوت کر دی جب یہ لوگ وقت مقررہ پر آئے اور کھانا کھا کر فارغ ہوئے تو منصور نے عبداللہ بن حسن ؓ سے خطاب کر کے کہا "کیوں صاحب آپ نے اقرار کیا تھا کہ ہم کبھی مخالفت نہ کریں گے اور نہ تمہاری حکومت میں خلل اندازی کریں گے" عبداللہ بن حسن بولے "میں اس وقت تک اسی اقرار پر ہوں" منصور نے عقبہ کی طرف کنکھیوں سے دیکھا عقبہ بھی اسی طرف پھر گیا عبداللہ بن حسن نے دوسری طرف منہ پھیر لیا عقبہ بھی اسی طرف جا کر کھڑا ہو گیا مجبور ہو کر عبداللہ بن حسن نے آنکھیں نیچی کر لیں۔ منصور دریافت کرتا جاتا تھا اور عقبہ ایک ایک بات بتاتا جاتا تھا منصور نے یہ باتیں سن کر عبداللہ بن حسن کو قید کرنے کا حکم دے دیا۔

غریب الوطن محمد ؓ بے چارہ جو اطراف و جوانب شہروں میں چھپا کرتا تھا رفتہ رفتہ بصرہ پہنچا بنو راہب یا بقول بعض بنی مرہ بن عبید میں قیام کیا۔ منصور کو اس کی خبر ہو گئی یہ خبر سنتے ہی منصور بصرہ بھاگا آیا لیکن اس وقت تک محمد نے بصرہ چھوڑ دیا تھا۔ عمر بن عبید منصور کو ملنے آیا منصور نے کہا "اے ابو عثمان کیا بصرہ میں کوئی ایسا شخص ہے کہ جس سے ہم کو اپنی خلافت و حکومت میں خطرہ ہو سکتا ہو۔"

عمر بن عبید نے کہا "اے بادشاہ بصرہ میں ایسا کوئی شخص نہیں ہے جو آپ کی خلافت و حکومت کا مخالف ہو" منصور یہ سن کر واپس لوٹ گیا اور محمد و ابراہیم ؓ پر اس قدر خوف طاری ہو گیا کہ بصرہ سے نکل کر عدن چلے گئے وہاں بھی اطمینان خاطر حاصل نہ ہوا تو سندھ چلے آئے اور سندھ سے پھر کوفہ اور کوفہ سے مدینہ منورہ آ پہنچے۔ پھر ۱۴۰ھ میں منصور حج کرنے کو آیا تھا محمد و ابراہیم بھی حج کو آئے ہوئے تھے ابراہیم نے منصور کو دھوکہ دینے کا قصد کیا مگر محمد نے اس سے مخالفت کی اس کے بعد منصور نے عبداللہ بن حسن کو ان کے دونوں لڑکوں محمد و ابراہیم کے حاضر کرنے پر مجبور کیا۔ زیاد عامل مدینہ نے ضمانت کی تو غریب کی جان بچی منصور حج سے فارغ ہو

CamScanner

کر اپنے دار الخلافہ کو واپس لوٹا اس کی روانگی کے بعد محمد وارد مدینہ منورہ ہوا زیاد گورنر مدینہ نہایت مہربانی اور نرمی سے پیش آیا امان دی اور پھر کہا کہ آپ جہاں چاہیں چلے جائیں

منصور نے یہ خبر پاکر زیاد اور اس کے ساتھیوں کو جیل میں ڈال دیا اور اس کی جگہ دو تین گورنر بدلے بالآخر ریاح بن عثمان مزنی کو ۱۴۴ھ میں گورنر مدینہ منورہ بنایا گیا۔

اس نے مدینہ منورہ پہنچ کر بڑا ادھم مچایا عبداللہ بن حسن کو لڑکوں کے نہ حاضر کرنے پر دھمکی دی عتاب شاہی سے ڈرایا عبداللہ بن حسن نے کہا "واللہ تو تو آج ایسا قسی القلب ہو رہا ہے جیسا کہ قصاب بکری کے ذبح کرنے کے وقت ہو جاتا ہے" ریاح یہ فقرہ سن کر چونکا ہو گیا ابوالبختری حاجب بولا ان غریب کو غیب کی کیا خبر ہے آہ ان سے ناحق محمد کا حال دریافت کرتے ہیں۔

ریاح نے جواب دیا "تف ہو تجھ کو اس بوڑھے نے جو کچھ کہا ہے ٹھیک کہا ہے تو نے اس کے فحوائے کلام کو نہیں سمجھا" ابوالبختری اس کا جواب نہ دینے پایا تھا کہ ریاح اس کے ساتھ عبداللہ بن حسن کی مجلس سے اٹھ کر چلا آیا اور محمد بن خالد کو گرفتار کروا کر پٹوایا محمد کی جستجو میں شب و روز سرگرداں رہنے لگا دریافت کرتے کرتے یہ معلوم ہوا کہ محمد مضافات ینبوع میں جبل جہینہ کی گھاٹیوں میں سے ایک گھاٹی میں چھپا ہوا ہے فوراً اپنے ایک سرزدار کو محمد کی تلاش میں روانہ کیا محمد کو اس کی اطلاع ہو گئی اور وہ بھاگ گیا۔

اس کے بعد ریاح نے بنو حسن کو گرفتار کرا کر قید کر دیا جن کے نام یہ تھے "عبداللہ بن حسن بن حسن بن علی" حسن و ابراہیم و جعفر پسران حسن بن حسن، عباس بن حسن بن حسن، موسیٰ بن عبداللہ بن حسن بن حسن" ان لوگوں میں علی بن حسن بن حسن بن علی العلبد نہ تھے وہ اگلے دن ریاح کے پاس گئے فرمایا "کہ میں تیرے پاس اس غرض سے آیا ہوں کہ تو مجھ کو میری قوم کے ساتھ قید کر دے" ریاح نے ان کو بھی ان لوگوں کے ساتھ قید کر دیا منصور کو اس کی اطلاع ہو گئی تو اس نے لکھا کہ "انہیں لوگوں کے ساتھ محمد بن عبداللہ بن عمرو بن عثمان بن عفان معروف بہ دیباج کو بھی قید کر دو" یہ عبداللہ بن حسن بن حسن کے اخیافی بھائی تھے کیونکہ ان دونوں کی ماں فاطمہ بنت الحسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں ریاح نے اس فرمان کے مطابق محمد بن عبداللہ کو پکڑ کر قید کر دیا انہی ایام میں گورنر مصر نے علی بن محمد بن عبداللہ بن حسن کو گرفتار کر کے منصور کے پاس بھیج دیا تھا ان کو ان کے باپ نے دعوت دینے کی غرض سے مصر بھیجا تھا منصور

نے ان کو قید کر دیا اس وقت سے یہ برابر قید خانہ میں ہی رہے۔ انہوں نے اپنے باپ کے ہوا خواہوں میں سے عبدالرحمان ابی الموالی و ابو جبر کے نام بھی بتلا دیئے تھے منصور نے ان دونوں کو بھی گرفتار کروا کر پڑوایا اور قید کر دیا بعض لوگوں کا بیان ہے کہ پہلے عبداللہ بن حسن بن حسن صرف قید کئے گئے تھے اور ایک مدت تک قید میں رہے بعد میں منصور کے مشیروں نے بقایا اولاد حسن بن حسن کو بھی گرفتار کر کے قید کرنے کی رائے دی چنانچہ سب کو گرفتار کر کے جیل خانہ بھیج دیا گیا۔

اس واقعہ کے بعد ۱۴۴ھجری میں منصور حج کرنے کو گیا مکہ معظمہ پہنچا تو اولاد حسن بن حسن کے پاس قید خانہ میں محمد بن عمران بن ابراہیم بن طلحہ و مالک بن انس کو یہ پیغام دے کر بھیجا کہ محمد و ابراہیم پسران عبداللہ بن حسن کو ہمارے سپرد کر دو عبداللہ بن حسن نے اس کا تو کچھ جواب نہ دیا حاضری کی اجازت طلب کی منصور نے کہا "واللہ میری آنکھیں اس کو اس وقت تک نہ دیکھیں گی جب تک وہ اپنے دونوں لڑکوں کو میرے پاس حاضر نہ کرے گا عبداللہ بن حسن نہایت محسن ہر دلعزیز اور بے حد خلیق تھے جس سے جو کچھ کہتے تھے وہ قبول کر لیتا۔

ادائے حج کے بعد منصور ربذہ کی طرف روانہ ہوا ریاح بھی بہ نظر مشایعت ساتھ ساتھ آیا منصور نے اولاد حسن کو معہ ان لوگوں کے جو ان کے ساتھ تھے عراق بھیج دینے کا حکم دیا چنانچہ ریاح کو قید خانہ سے نکال کر ہتھکڑیاں طوق اور بیڑیاں پہنا کر بغیر کجاوہ کے اونٹوں پر سوار کرا کر عراق کی جانب روانہ کر دیا جعفر صادق پردہ کی آڑ سے یہ سب معاملات دیکھتے جاتے تھے اور آنکھوں سے آنسو جاری تھے دوران سفر میں محمد و ابراہیم بدوؤں کے لباس میں اپنے باپ عبداللہ کے پاس اکثر آیا کرتے تھے اور خروج کی اجازت چاہتے تھے عبداللہ بن حسن کہا کرتے تھے "میرے نور نظر عجلت نہ کرو جب تک مناسب موقع ہاتھ نہ آئے اگر منصور تمہاری کریمانہ زندگی کا مخالف ہو تو تم لوگ اس سے باز نہ آنا کہ کریمانہ موت مرو ربذہ پہنچا تو منصور سخت کلامی سے پیش آیا گالیاں دیں اس پر بھی صبر نہ آیا تو ایک سو پچاس درے لگوائے۔ بعضوں کا بیان ہے ریاح نے منصور کو اس جبر و تعدی پر آمادہ کیا تھا اور یہ ظاہر کیا تھا کہ اہل شام اس کے ایسے ہوا خواہ ہیں کہ ان میں سے ایک بھی ان کی مخالفت نہ کرے گا۔

اس واقعہ کے بعد ابو عون عامل خراسان کے پاس ایک عرضداشت بایں مضمون روانہ کی کہ اہل خراسان میں اندرونی سازشیں بہت ہو رہی ہیں اور یہ لوگ محمد بن عبداللہ کے خروج کا انتظار کر رہے ہیں منصور نے اس سے مطلع ہوتے ہی محمد بن عبداللہ کو قتل کی غرض سے

جلاد کے حوالے کر دیا اور اس کا سر اترو اکر خراسان بھیج دیا اس سے کے ساتھ چند آدمی ایسے بھیجے گئے تھے جنھوں نے خراسان پہنچ کر قسم کھائی تھی کہ یہ سر محمد بن عبداللہ کا ہے اور ان کی دادی کا نام فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہابنت رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تھا۔ پھر منصور ربذہ سے روانہ ہو کر کوفہ پہنچا اور بنو حسن کو قصر ابن ہبیرہ میں قید کر دیا بیان کیا جاتا ہے کہ پہلے ان میں سے محمد بن ابراہیم بن حسن شہید کئے گئے اس طرح سے کہ زندہ ایک ستون میں چن دیئے گئے بعد ازاں عبداللہ بن حسن اور پھر علی بن حسن نے وفات پائی کہا جاتا ہے کہ پہلے ان میں سے محمد بن ابراہیم بن حسن شہید کئے گئے اس طرح سے کہ زندہ ایک ستون میں چن دیئے گئے بعد ازاں عبداللہ بن حسن اور پھر علی بن حسن نے وفات پائی کہا جاتا ہے کہ منصور کے حکم سے یہ لوگ شہید کئے گئے ان میں سے بجز سلمان و عبداللہ پسران داؤد و اسحاق و اسماعیل پسران ابراہیم بن حسن اور جعفر بن حسن کے اور کوئی جانبر نہیں ہوا سب کے سب کمال بے کسی سے منصور کے پنجہ ظلم کی نذر ہو گئے۔ (واللہ اعلم)

حضرت محمد مہدی کا خروج

جس وقت منصور عراق کی جانب روانہ ہوا اور قیدیان اولاد حسن اس کی ہمراہ کر دیئے گئے ریاح لوٹ کر مدینہ منورہ آیا اور محمد کی تلاش میں سرگرمی سے کام لینے لگا اور غریب محمد ایک مکان سے دوسرے مکان میں چھپتے پھرتے تھے اس روپوشی اور اخفاء کی نوبت اس حد تک پہنچ گئی تھی کہ ایک مرتبہ کنویں میں ڈول کی طرح لٹک کر جان بچائی اسی تگ و دو میں ایک پہاڑ پر سے ان کی بیوی گر پڑی جس کے صدمہ سے ان کا حمل ساقط ہو گیا ریاح کو یہ خبر لگی کہ محمد ندار میں ٹھہرے ہوئے ہیں تو وہ چند آدمیوں کو ہمراہ لے کر محمد کی گرفتاری کے لئے روانہ ہوا محمد یہ سن کر چھپ رہے۔ ریاح مجبور ہو کر خائب و خاسر واپس آیا غرض ریاح ہر وقت محمد کی جستجو و تلاش میں رہتا تھا اور یہ چھپتے پھرتے تھے جب بھاگنے اور چھپنے سے تنگ آگئے تو بہ صلاح و مشورہ اپنے ہمراہیوں کے خروج کا قصد کر دیا ریاح کو اس کی اطلاع ہو گئی کہ آج شب کو محمد خروج کرنے والے ہیں ریاح نے عباس بن عبداللہ بن حرث بن عباس اور محمد بن عمران بن ابراہیم بن محمد قاضی مدینہ کو بلا کر کہا کہ ابو جعفر منصور محمد کی جستجو میں شرق و غرب ایک کر دیں گے حالانکہ وہ تمہارے ہی لوگوں کے پس پشت ہے "واللہ اگر اس نے خروج کیا تو میں تم لوگوں کو قتل کرا ڈالوں گا" پھر قاضی مدینہ سے مخاطب ہو کر خاندان بنو زہرہ کو حاضر کرنے کا حکم دیا ایک جم غفیران

لوگوں کا اگر مجمع ہو گیا ریاح نے ان لوگوں کو دروازہ پر بٹھایا اس کے بعد چند نفوس علوئیں بلائے گئے جن میں جعفر بن محمد بن حسین بن حسین بن علی بن حسین بن علی اور چند قریشی جن میں اسماعیل بن ایوب بن مسلمہ بن عبد اللہ بن ولید بن مغیرہ اور اس کا لڑکا خالد تھا یہ لوگ ریاح کے پاس بیٹھے ہوئے باتیں کر رہے تھے کہ دفعتاً تکبیر کی آواز سنائی دی کان لگا کر سنا تو معلوم ہوا کہ محمد بن عبد اللہ بن حسن بن حسن بن علی" بن ابی طالب نے خروج کر دیا ابن مسلم بن عقبہ مری نے ریاح سے کہا "میرا کہنا مانئے تو مجھے ان لوگوں کو قتل کر ڈالنے دیجئے" ریاح نے اس سے انکار کیا۔

بہ وقت خوج اہل مدینہ نے امام مالک سے محمد کے ساتھ خروج کرنے کے متعلق استفسار کیا تھا کہ "ہماری گردنوں میں المنصور کی بیعت کا ہار پڑا ہوا ہے" امام مالک نے جواب دیا "تم لوگوں نے باکراہ بیعت کی تھی اور مکرہ پر ہمیں نہیں ہے" اس سے لوگوں کے خیالات بدل گئے اور بطیب خاطر محمد کے اعوان و انصار میں شامل ہو گئے مگر امام مالک نے اپنا مکان نہ چھوڑا

محمد المہدی کے ظہور کے نویں دن ایک شخص آل ادریس ابی السرح سے (جس کا نام حسین بن صخر تھا) مسافت طے کر کے المنصور کی خدمت میں حاضر ہوا اور ان واقعات سے اس کو آگاہ کیا المنصور بولا "تو نے اس کو دیکھا ہے"؟

اس کے بعد منصور نے قطع حجت کے خیال سے محمد المہدی کے پاس ایک خط شعر امان لکھ کر روانہ کیا محمد المہدی نے اس کے خط کے جواب کا ترکی بہ ترکی ویسا ہی جواب دیا جیسا کہ اس نے لکھا تھا غرض فریقین نے اپنے اپنے کو ایسی ایسی صفات سے متصف کیا تھا کہ جس سے احتراز کرنا مناسب معلوم ہوتا ہے۔

تفاخر نسبی کے معاملہ میں بے شک محمد مہدی کی طرف سے ابتداء ہوئی تھی اور منصور نے جو کچھ لکھا تھا جواباً لکھا مگر منصور اس جواب میں حد سے بڑھ گیا ہے محمد مہدی نے حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی نسبت کچھ نہیں لکھا تھا منصور نے بلاوجہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کی شان میں گستاخانہ الفاظ لکھے منصور نے یہ بھی سخت بہتان باندھا ہے کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے حضرت فاطمۃ الزہرہ کو خلافت حاصل کرنے کے لئے دن کے وقت باہر نکالا۔ حضرت امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شان میں بھی منصور نے بڑی بد تمیزی اور گستاخی کی انہوں نے خلافت کو فروخت نہیں کیا بلکہ انہوں نے مسلمانوں کے دو گروہوں میں جو آپس میں لڑتے تھے اتفاق اور صلح کو قائم کر کے آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ایک پیش گوئی کو پورا

کیا تھا حضرت عباسؓ نے ضرور ابی طالب کی امداد کی تھی اور عقیل کو اپنے پاس رکھ کر پرورش کرتے تھے لیکن ایسی باتوں کا زبان پر لانا اور طعنہ دینا شرفاء کا کام نہیں بلکہ اس قسم کے احسانات کو زبان پر لانا کمینہ پن کی علامت سمجھی جاتی ہے منصور نے ان باتوں کو زبان پر لاکر اپنی پرستار زادگی کا اظہار کر دیا ہے۔

پھر محمد مہدی نے مکہ معظمہ پر محمد بن حسن بن معاویہ بن عبداللہ بن جعفر کو یمن پر قاسم بن اسحاق کو اور شام پر موسیٰ بن عبداللہ کو مامور کیا۔ چنانچہ محمد بن حسن بقصد مکہ روانہ ہوئے ان کے ہمراہ قاسم بن اسحاق بھی تھے اتفاقاً بطن ازاخر میں سری بن عبداللہ عامل سے مڈبھیڑ ہوگئی لڑنے کے بعد سری بن عبداللہ بھاگ کھڑا ہوا اور محمد بن حسن نے مکہ پر قبضہ کر لیا تاکہ محمد المہدی نے اس کو جنگ عیسیٰ بن موسیٰ پر جانے کا حکم دیا چنانچہ محمد اور قاسم ابن عبداللہ عیسیٰ بن موسیٰ سے لڑنے کے لئے نکلا اور ان دونوں کو اطراف قدید میں محمد کے مارنے کی خبر پہنچی چنانچہ محمد ابراہیم کے پاس چلا گیا اور اسی کے ہمراہ بصرہ میں رہا باقی رہا قاسم وہ مدینہ میں چھپا رہا یہاں تک کہ عیسیٰ کی بیوی عبداللہ بن محمد بن علی بن عبداللہ بن جعفر کی لڑکی نے اس کے لئے امان لے لی باقی رہے موسیٰ بن عبداللہ وہ شام کی طرف چلے گئے جب اہل شام نے ان کا ساتھ نہ دیا تو مدینہ منورہ لوٹ آئے اور مدینہ منورہ سے بصرہ میں آکے چھپ گئے اتفاق سے ایک روز ان کو اور ان کے لڑکے عبداللہ کو محمد بن سلیمان بن علی نے گرفتار کر لیا اور چند محافظین کے ہمراہ منصور کے پاس بھیج دیا منصور نے ان کو پٹوا کر قید کر دیا۔

اس کے بعد منصور نے عیسیٰ بن موسیٰ کو محمد سے جنگ کرنے کے لئے مدینہ منورہ روانہ کیا اس کے ہمراہ محمد بن ابی العباس السفاح کثیر بن حصین عبدی، حمید بن قحطبہ اور ہزار مرد وغیرہ بھی تھے روانگی کے وقت منصور نے یہ ہدایت کی تھی کہ اگر تم کو ان پر کامیابی حاصل ہو جائے تو اپنی تلوار کو نیام میں داخل کر لینا امان دیدینا اور اگر روپوش ہو جائے تو اہل مدینہ کو گرفتار کر لینا" یہ اس کے حالات جانتے ہیں اور آل ابو طالب میں سے جو شخص تم سے ملاقات کرے اس کا نام میرے پاس لکھ بھیجنا اور جو شخص نہ ملے اس کا مال و اسباب ضبط کر لینا چنانچہ جعفر الصادق من جملہ ان لوگوں کے تھے جو روپوش ہوگئے تھے چنانچہ عیسیٰ بن موسیٰ نے ان کا مال و اسباب ضبط کر لیا بیان کیا جاتا ہے کہ اس واقعہ کے بعد جب المنصور وارد مدینہ منورہ ہوا تھا تو جعفر الصادقؒ نے اس سے اپنا مال و اسباب طلب کیا تھا اور منصور نے جواب دیا تھا کہ اس کو تو تمہارے مہدی نے ضبط کر لیا ہے۔

الغرض عیسیٰ نے فدید میں پہنچ کر اہل مدینہ کے چند لوگوں کی طلبی کے خطوط روانہ کیئے جس کے باعث کچھ لوگ مدینہ منورہ سے نکل آئے حضرت محمد مہدی کو عیسیٰ بن موسیٰ کے آنے کی خبر لگی تو انہوں نے اپنے مصاحبوں سے مدینہ منورہ میں قیام کر کے یا اس کے اردگرد خندق کھود کر لڑنے کے متعلق رائے طلب کی مصاحبین میں باہم اختلاف ہوا تو مہدی نے بہ نظر اقتداء رسول خندق کھودنے کا حکم دیا اور اسی خندق کو کھدوایا جس کو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے غزوہ احزاب میں کھدوایا تھا اس اثناء میں عیسیٰ بن موسیٰ نے اعوض میں پہنچ کر پڑاؤ ڈالا اس سے پیشتر محمد المہدی نے اہل مدینہ کو خروج کرنے سے منع کر دیا تھا لیکن بعد میں اجازت دے دی ایک جم غفیر اپنے اہل و عیال کے ساتھ پہاڑوں کی طرف نکل کر چلا گیا چند لوگ مہدیؓ کو پاس رہ گئے اس وقت حضرت مہدی کو اپنی رائے کی غلطی کا احساس ہوا۔ ابوالغلمش کو ان لوگوں کے واپس لانے پر مامور کیا لیکن کامیابی نہ ہوئی بہرحال عیسیٰ نے اعوض سے کوچ کر کے مدینہ منورہ سے چار میل کے فاصلہ پر پڑاؤ کیا اور ایک دستہ فوج کو مکہ کے راستہ کی طرف بھیج دیا تاکہ بوقت ہزیمت محمد کو مکہ جانے سے روک دے اور مہدیؓ کو کہلا بھیجا کہ منصور آپ کو امان دیتا ہے اور کتاب و سنت کی طرف آپ کو بلاتا ہے اور انجام کار بغاوت سے ڈراتا ہے۔ مہدی نے جواب دیا "میں ایک ایسا شخص ہوں جس نے قتل کے خوف سے فرار کیا ہے" عیسیٰ یہ سن کر خاموش رہا بارہویں رمضان ۱۴۵ھ کو مقام جرف میں آ اترا دو روز ٹھہرا رہا تیسرے روز ایک بلند مقام پر کھڑے ہو کر اہل مدینہ کو پکار کر کہا

"اے اہل مدینہ میں تم کو امان دیتا ہوں بشرطیکہ تم میرے اور میرے حریف کے درمیان حائل نہ ہو" اہل مدینہ عیسیٰ کو گالیاں دینے لگے عیسیٰ لوٹ آیا دوسرے دن پھر اسی مقام پر بقصد جنگ گیا اور اپنے سپہ سالاروں کو اطراف مدینہ منورہ میں پھیلا دیا محمد المہدیؒ بھی مع اپنے ساتھیوں کے میدان جنگ میں آئے حضرت مہدی کا جھنڈا عثمان بن محمد بن خالد بن زبیر کے ہاتھ میں تھا اور ان کا شعار احد احد تھا سب سے پہلے ابو غلمش صف لشکر سے نکل کر میدان میں آیا خم ٹھونک کر آواز دی "ہے کوئی لڑنے والا جو مجھ سے آکر مقابلہ کرے"

عیسیٰ کے لشکر سے اسد کا بھائی نکلا ابو غلمش نے قریب پہنچتے ہی اس کو مار ڈالا دوسرا شخص آیا اس کا بھی خاتمہ کر دیا اور جوش مردانگی میں آکر بول اٹھا "انا ابن الفاروق" محمد المہدی نے اس معرکہ میں بہت بڑی مردانگی سے کام لیا بڑے بڑے نرغوں میں مبتلا ہوئے ستر آدمی ان کے ہاتھ سے مارے گئے اس کے بعد عیسیٰ بن موسیٰ کے حکم سے حمید بن قحطبہ ایک

سو پیادوں کو لے کر خندق کی قریب کی دیوار کی طرف بڑھا محمد کے ساتھیوں نے تیربازی شروع کی مگر حمید کے قدم استقلال میں کوئی لغزش نہ ہوئی دیوار تک پہنچ گیا اس کو منہدم کر کے خندق کو بھی عبور کر لیا اور محمد المہدی کے ساتھیوں سے لڑنے لگا عصر کے وقت تک برابر لڑتا رہا ہنوز جنگ کا بازار گرم ہی تھا کہ عیسیٰ نے اپنی رکاب کی فوج کو بڑھنے کا حکم دیا لشکریوں نے خندق کو عرق گیر، زین پوش اور اسباب سے پاٹ کر راستے بنا دیئے جو اران لشکر خندق عبور کر کے محمد المہدی کے لشکر سے جا ٹکرائے گھمسان کی لڑائی ہونے لگی محمد نے میدان جنگ سے واپس آکر غسل کیا خوشبو لگائی پھر میدان جنگ کی طرف لوٹ گئے عبداللہ بن جعفر بولے "آپ نے بڑی غلطی کی اس عظیم الشان لشکر کا مقابلہ کرنا آپ کی طاقت سے باہر ہے کاش! مکہ چلے گئے ہوتے" آپ نے جواب دیا "میں اہل مدینہ کو اس حالت میں نہیں چھوڑ سکتا۔ واللہ! میں یہ فعل نہ کروں گا اس سے زیادہ کیا ہو گا کہ میں مارا جاؤں گا اور تم کو بہ نسبت میرے آسانی ہے جہاں چاہے چلے جاؤ"

حضرت محمد مہدی نفس زکیہ رحمۃ اللہ علیہ کی شہادت

عبداللہ بن جعفر تھوڑی دور تک ساتھ گئے پھر لوٹ آئے اسی طرح تقریباً کل ساتھی منتشر ہو گئے صرف تین سو آدمی باقی رہ گئے۔ ساتھیوں میں سے کسی نے کہا "آج ہم لوگوں کی وہی تعداد ہے جو اہل بدر کی تھی"

عیسیٰ ابن خضیر مہدی کے ہمراہیوں میں سے بصرہ یا اور کسی شہر کی طرف چلے جانے کو بار بار کہتا جاتا اور حضرت مہدی یہ جواب دیتے جاتے۔

"واللہ تم لوگ میرے ساتھ مبتلا بلاء نہ ہو جس طرف تمہارا جی چاہے چلے جاؤ" اس کے بعد مہدی نے ظہرین ادا کی عیسیٰ بن خضیر دیوان کی طرف چلا گیا اور رجسٹر کو جلا دیا جس میں بیعت کرنے والوں کے اسماء تھے پھر قید خانہ کی طرف آیا ریاح بن عثمان اور اس کے بھائی عباس اور ابن مسلم بن عقبہ کو قتل کیا محمد بن قسری نے یہ خبر پا دروازہ بند کر لیا اور بچ گیا ابن خضیر لوٹ کر محمد المہدی کے پاس آیا اور ان کے ساتھ ہو کر لڑنے لگا محمد بطن سلع کی طرف بڑھے ان کی رکاب میں بنو شجاع کی جماعت تھی ان لوگوں نے اپنی سواریوں کے پاؤں کاٹ ڈالے اور تلواروں کے نیام توڑ کر مرجانے کے عہد و پیمان کر کے ٹھہر گئے عیسیٰ کی فوج کو دو یا تین بار ہزیمت دی کچھ لوگ اس کے ہمراہیوں میں سے پہاڑ پر چڑھ گئے اور دوسری جانب سے

CS CamScanner

اترک مدینہ منورہ آئے اور ایک عباسی عورت کی سیاہ اوڑھنی لے کر منارہ مسجد پر جھنڈے کی طرح لہرا دیا محمد المہدی کے ساتھیوں کے جو اس وقت تک کمال مردانگی سے لڑ رہے تھے یہ واقعہ دیکھ کر چھکے چھوٹ گئے اور وہ یہ سمجھ کر کہ عیسیٰ کے لشکر نے مدینہ منورہ پر قبضہ کر لیا بھاگ کھڑے ہوئے حد یہ کہ بنو غفار نے بھی عیسیٰ کی فوج کو اپنی طرف سے راستہ دے دیا عیسیٰ کے لشکری مدینہ منورہ سے گزر کر محمد کے لشکریوں کے سامنے آ پہنچے حضرت محمد نے حمید بن قحطبہ کو للکارا حمید نے مقابلہ پر آنے سے انکار کیا اور عیسیٰ بن حزیر کو پکار کر بولا "تم جنگ نہ کرو میں تم کو امان دیتا ہوں" ابن حزیر نے کوئی توجہ نہ دی اور برابر لڑتا رہا اور زخموں سے چور ہو کر گر پڑا محمد المہدی اس کی لاش پر کمال استقلال سے للکار للکار کر لڑ رہے تھے ایک شخص نے آپ کو پشت پر نیزہ مارا صدمہ زخم سے جونہی جھکے حمید نے سینہ مبارک پر ایک برچھا رسید کر دیا چکرا کر گر پڑے حمید نے سر مبارک تن سے جدا کر دیا اور عیسیٰ کے سامنے لا کر رکھ دیا عیسیٰ نے آپ کے سر مبارک کو آپ کے اور ساتھیوں کے سروں اور فتح کی خوشخبری کے خط کے ساتھ المنصور کو بھیج دیا اور واقعہ قتل ۱۴ رمضان المبارک یوم دو شنبہ ۱۴۵ھ بعد عصر واقعہ ہوا خاتمہ جنگ کے بعد عیسیٰ نے سیدنا محمد المہدی کی لاش کو ان کے ساتھیوں کے ساتھ شنیتہ الوداع اور مدینہ منورہ کے درمیان سولی پر لٹکا دیا پھر آپ کی بہن زینب نے اجازت طلب کر کے بقیع میں دفن کر دیا۔

سیدنا ابراھیم بن عبداللہ علیہ رحمۃ اللہ کے حالات

سیدنا ابراہیمؒ حضرت محمد مہدی کے بھائی تھے ان کی تلاش برابر پانچ سالوں سے ہو رہی تھی اور ابراہیمؒ ہمیشہ ایک مکان سے دوسرے مکان پر منتقل ہوتے رہتے تھے کبھی فارس کبھی کرمان کبھی یمن کبھی شام کبھی سندھ' الغرض غریب الوطنی تنہائی پریشانی کے یہ دن اور راتیں ہر وقت موت کا کھٹکا پاؤں میں چھالے اور چھالوں سے بہتا ہوا خون تن پہ پھٹے ہوئے کپڑے یہ کس جرم کی سزا تھی جو منصور شہزادہ ابراہیمؒ کو دینا چاہتا تھا وہ فقط یہ کہ منصور کو بنی فاطمہ سے اپنے اقتدار چھن جانے کا اندیشہ تھا اقتدار کے ہوس میں ڈوبے ہوئے منصور کو کوئی رشتہ کوئی تعلق یاد نہ رہا وہ انسانی سروں کے تاج محل تعمیر کرتا رہا اور اس دنیاوی اقتدار کی خاطر اس نے اہل بیعت اور اتنے متقی اور عظیم تابعین کو موت کی وادیوں میں دھکیل دیا جن میں سے اکثر کے وہ قدموں کی خاک کے برابر بھی نہ تھا الغرض حضرت ابراہیمؒ کی تلاش میں جاسوسوں کو یوں لگایا کہ آپ تمہ

خانوں' ویرانوں' پہاڑوں اور جنگلوں میں اپنے بچوں سمیت زندگی گزارنے پر مجبور ہو گئے۔ جب چلتے چلتے اور چھپتے چھپاتے جینا محال ہو گیا تو آپ کے سامنے خروج کے بغیر اور کوئی راستہ نہ رہا۔ ۱۴۵ھ میں حضرت ابراہیم اپنے بھائی حضرت محمد المہدی کے ظہور کے بعد حسب طلب یحییٰ بن زیاد بن حیان نبطی پھروارد بصرہ ہوئے۔ یحییٰ نے ان کو اپنے مکان میں جو محلہ بنی لیث میں واقع تھا ٹھہرایا اور لوگوں کو ان کے بھائی کی بیعت پر اکسانے لگا سب سے پہلے جنہوں نے ان کی بیعت کی وہ نمیلہ بن مرہ عبسی' عبداللہ بن سفیان' عبدالواحد بن زیاد' عمر بن سلمہ ہجیمی اور عبداللہ بن یحییٰ بن حصین رقاشی تھے۔ پھران لوگوں نے ان کی دعوت کو لوگوں میں پھیلایا ایک جماعت کثیر قضاء و اہل علم کی مجتمع ہو گئی رجسٹر مرتب ہوا تو تعداد میں چار ہزار تھے بصرہ کے ہر کوچہ و گلی میں ابراہیم کے نام کی شہرت ہو گئی بعد ازاں ان لوگوں نے مصلحتاً ابراہیم کو وسط شہر میں لاکر ابو مروان (مولا بنو سلیم) کے مکان میں جو مقبرہ بنی یشکر میں تھا ٹھہرایا تاکہ لوگوں کو آنے جانے اور ایک دوسرے سے ملنے جلنے میں آسانی ہو۔

حضرت ابراہیم بن عبداللہ کا خروج

حضرت محمد المہدی نے ظاہر ہونے کے بعد ابراہیم کو بھی ظہور کا خط لکھا ان دنوں منصور کوفہ کے باہر پڑا ہوا تھا اور اس نے چند سپہ سالاروں کو سفیان کے پاس بھیج دیا تھا اور یہ ہدایت کر دی تھی کہ بوقت ضرورت ابراہیم' سفیان کی مدد کرنا رمضان ۱۴۵ھ کی پہلی تاریخ کو ابراہیم بوقت خروج ظہور کیا جامع مسجد میں آئے نماز صبح ادا کی پھر مسجد سے نکل کر دار الامارۃ میں داخل ہوئے اور سفیان کو معہ ان سپہ سالاروں کے جن کو منصور نے اس کی کمک پر بھیجا تھا قید کر دیا۔ جعفر محمد پسران سلیمان بن علی یہ خبر پا کر چھ سو آدمیوں کی جمعیت سے دوڑ پڑے ابراہیم نے ان کے مقابلہ پر معین بن قاسم جدوری کو پچاس آدمیوں کے ساتھ مامور کیا اس نے ان دونوں کو باب زینب بنت سلیمان بن علی تک پسپا کر دیا انہی کی طرف زینبی عباسی منسوب کئے جاتے ہیں۔

بصرہ اور اہواز پر قبضہ

جعفر و محمد پسران سلیمان بن علی کی ہزیمت اور دار الامارۃ پر قبضہ کرنے کے بعد حضرت ابراہیم نے امان کی منادی کرا دی اور بیت المال سے بیس لاکھ درہم برآمد کر کے پچاس

پچاس اپنے ہمراہیوں میں تقسیم کر دیئے بعد ازاں مغیرہ کو ایک سو پیادوں کے ساتھ اہواز کی جانب روانہ کیا باوجود یہ کہ محمد بن حصین چار ہزار کے لشکر سے اس کے مقابلہ میں آیا تھا لیکن شکست کھا کر بھاگ نکلا۔

مغیرہ نے اہواز پر قبضہ کر لیا اور عمرو بن شداد کو فارس بھیجا اسماعیل و عبد الصمد جو گورنر فارس تھے نے یہ سن کر دار الجبر میں قلعہ بندی کر لی عمرو نے فارس اور اطراف فارس پر اپنی کامیابی کا جھنڈا لہرا دیا۔ اور ہارون بن شمس عجلی کو سترہ ہزار کا سپہ سالار بنا کر واسط کی طرف بڑھنے کا حکم دیا منصور کی جانب سے واسط میں ہارون بن حمید ایادی تھا فریقین میں لڑائی ہوئی میدان ہارون عجلی کے ہاتھ رہا ہارون ایادی واسط چھوڑ کر بھاگ گیا ہارون عجلی نے قبضہ حاصل کر لیا۔

منصور کو اس کی اطلاع ہوئی تو اس نے عامر بن اسماعیل کو پانچ ہزار یا بیس ہزار کی جمیعت سے ہارون عجلی کی جنگ پر مامور کیا ایک مدت تک ہارون اور عجلی میں لڑائی ہوتی رہی بالآخر دونوں نے بانتظار نتیجہ آخری جنگ منصور و سیدنا ابراہیمؒ لڑائی موقوف کر دی۔

کوفہ پر لشکر کشی

اس کے بعد حضرت محمد المہدی کی شہادت کی خبر ابراہیمؒ کے پاس قبل عید الفطر پہنچی لوگوں کے ساتھ حضرت ابراہیم نے نماز عید ادا کی اور لوگوں کو اس جانکاہ حادثے سے مطلع کیا۔ لشکریوں اور عوام الناس کو منصور سے اور زیادہ نفرت ہوگئی اگلے دن سیدنا ابراہیم نے اپنے لشکر کو مرتب کیا اور بصرہ میں نمیلہ اور اپنے لڑکے حسن کو اپنا نائب بنایا روانگی و فوج کشی کی بابت ارباب مشورہ میں اختلاف پیدا ہوا بصریوں نے بصرہ میں ٹھہر کر اطراف و جوانب ممالک کی طرف لشکر بھیجنے اور بوقت ضرورت ان کی مدد کرنے کی رائے دی کوفیوں نے اس سے اختلاف کر کے بیان کیا کہ اہل کوفہ آپ کے انتظار میں ہیں آپ کی صورت دیکھتے ہی ہر ایک اپنی جان آپ پر نثار کرنے پر تیار ہو جائے گا آپ ضرور کوفہ پر چڑھائی کیجئے حضرت ابراہیمؒ نے ان ہی کی رائے پر عمل کیا منصور یہ سن کر اپنے سپہ سالاروں کو جو اطراف و جوانب میں موجود تھے کوفہ جمع ہو جانے کا حکم دیا چند دنوں میں ایک لاکھ کا لشکر جرار جمع ہو گیا۔

منصور نے تمام نقل و حرکات کا سد باب کیا اور انتظامات سے مطمئن ہو جانے کے بعد ایک جبہ و دستار پہن کر مصلے پر بیٹھ گیا جب باہر آتا تو سیاہ شاہی لباس پہن لیتا اور جب اندر پہنچتا تو پھر

وہی جبہ اور دستار پہن لیتا اور یہ عزم کئے ہوئے تھا کہ جب تک اپنے سامنے حضرت ابراہیمؓ کا سر نہ دیکھ لوں اسی حالت میں رہوں گا۔

حضرت ابراہیم رحمۃ اللہ علیہ کی شہادت

عیسیٰ بن موسیٰ دار الخلافہ پہنچا تو پندرہ ہزار فوج کے ساتھ اس کو حضرت ابراہیم کے مقابلہ پر بھیج دیا گیا اس کے مقدمۃ الجیش پر سفاک حمید بن قحطبہ تین ہزار فوج کے ساتھ روانہ ہوا حضرت ابراہیم بصرہ سے ایک لاکھ فوج لے کر آئے ہوئے تھے اور کوفہ سے سولہ فرسنگ دور پڑاؤ کئے ہوئے تھے خونخوار عیسیٰ بھی آپ کے لشکر کے سامنے جا پہنچا۔

مسلم بن قتیبہ نے حضرت ابراہیم کو یہ پیغام بھیجا کہ آپ اپنے لشکر کے گرد خندق کھود لیں لیکن آپ کے ساتھیوں نے عرض کی کہ ہماری اتنی زیادہ تعداد ہے کہ آج تو عیسیٰ ہمارا شکار ہے لیکن انہیں اس چیز کا خیال نہ رہا کہ منصور کی فوجیں مختلف اطراف سے تازہ دم آسکتی ہیں اور گھیرے میں بھی لے سکتی ہیں آخر کار لڑائی شروع ہوئی حمید ایک ہی حملے میں بھاگ نکلا عیسیٰ نے اسے بہت ترغیب دی لیکن اس نے ایک نہ سنی اور بھاگ گیا عیسیٰ شکست کے دہانے پر پہنچ چکا تھا کہ جعفر و محمد پسران علی ایک لشکر لے کر حضرت ابراہیم کے لشکر کے پیچھے سے آ نکلے اور فوراً حملہ کر دیا۔

اب حضرت ابراہیم کا غیر تربیت یافتہ لشکر درمیان میں گھیر گیا اور دو طرفہ لڑائی شروع ہوگئی محاصرے میں ہونے کے باعث آپ کے لشکری کھل کر نہ لڑ سکتے تھے اس لئے شکست کے آثار نمودار ہوگئے اور آپ کے لشکریوں نے بھاگنا شروع کر دیا چھ سو یا چار سو افراد آپ کے ساتھ رہ گئے جو انتہائی بے جگری سے لڑ رہے تھے اسی دوران ایک تیر آپ کی گردن مبارک پر لگا ساتھیوں نے آپ کو گھوڑے سے اتارا اور آپ کے ارد گرد لڑنے لگے سفاک حمید یہ رنگ دیکھ کر واپس آ چکا تھا اس لئے اس نے اپنی رکاب کا پورا لشکر لے کر زبردست حملہ کیا آپ کے ساتھی منتشر ہوگئے اور اکثر جام شہادت نوش کر گئے ازلی شقی حمید نے آگے بڑھ کر آپ کا سر اقدس تن مبارک سے جدا کر دیا یہ واقعہ پچیسویں ذیقعدہ ۱۴۵ھجری کا ہے اس طرح آل رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا یہ ماہتاب خون کے افق سے گزر کر غروب ہو گیا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

جس وقت سیدنا ابراہیم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا سر اقدس منصور کے سامنے رکھا گیا تو

CamScanner

انسانوں کے خون سے غسل کرنے والے ظالم پر بھی ہیبت اور پریشانی طاری ہوگئی اور رونے لگا روتے ہوئے یہ کہتا جارہا تھا کہ میں یہ نہ چاہتا تھا جو کچھ ہو گیا یہ کتنا بڑا جھوٹ ہے مندرجہ بالا حالات سے صاف ظاہر ہے کہ اس نے حضرت محمد اور حضرت ابراہیمؒ کو گرفتار کرانے کے لئے کیا کچھ نہ کیا اور ان حضرات کی گرفتاری کے لئے کتنی رقم صرف کی کتنے گورنروں کو بدلا کتنے لوگوں کو قتل کیا اور کتنے لوگوں کو زندانوں کی نذر کردیا گیا یہ سب کچھ اس لئے کیا جارہا تھا کہ وہ آپ حضرات کو زندہ صحیح و سلامت دیکھنا چاہتا تھا اگر یہی چاہتا تھا تو اتنی سرگرمی سے تلاش کیوں کرتا تھا اور اسی جرم کی پاداش میں حضرت سیدنا عبداللہ محض جیسی عظیم ہستی اور دیگر اکابر سادات کرام کے خلاف غلیظ زبان استعمال کر کے ان کی توہین کیوں کی اور پھر کیا آپ کو شہید کرنے کے بعد وہ توبہ تائب ہوا یا اس کی ہوس خون ریزی میں اور شدت پیدا ہوئی۔

ہشام بن عمرو بحیثیت گورنر سندھ

حکمرانی منصور میں سندھ کا گورنر عمرو بن حفص ملقب بہ ہزار مرد تھا جس وقت حضرت محمد المہدی نے ظہور فرمایا تو اپنے صاجزادے حضرت عبداللہ معروف بہ اشتر کو دعوت دینے کی غرض سے بصرہ روانہ فرمایا بصرہ سے حضرت عبداللہ نے ایک تیز رفتار اونٹنی خریدی اور اس پر سوار ہو کر عمرو بن حفص کی طرف سندھ روانہ ہوگئے سندھ پہنچ کر آپ نے عمرو بن حفص کو بیعت کی دعوت دی اس نے حضرت محمد المہدی کے لئے حضرت عبداللہ کے ہاتھ پر بیعت کرلی اور خفیہ طور پر حضرت عبداللہ کو اپنے پاس ٹھہرالیا اور اپنے سرداران لشکر و امرائے شہر کو بلاکر محمد المہدی کی خلافت کی دعوت دی ان سب نے منظور و مقبول کرلیا اس کے بعد عمرو بن حفص نے عباسیہ کا لباس درباری اور نشانات چاک کر کے خطبہ دینے کے لئے سفید کپڑے بنوائے اس اثناء میں اچانک سیدنا محمد المہدی کی شہادت کی خبر آپہنچی عمرو بن حفص حضرت عبداللہ اشتر کے پاس حاضر ہوا اور تعزیت کی حضرت عبداللہ نے فرمایا ”اللہ میرا محافظ ہو اب تو مجھے اپنی جان کا خطرہ ہے“ عمرو بن حفص نے رائے دی کہ آپ ملوک سندھ میں سے فلاں بادشاہ کے ملک میں چلے جایئے وہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی کمال عزت کرتا ہے اور ایفاء عہد میں مشہور ہے ”حضرت عبداللہ اشتر اس بات پر راضی ہوگئے“ عمرو بن حفص نے خط و کتابت کر کے معاہدہ لکھوانے کے بعد حضرت عبداللہ اشتر کو اسی کے پاس بھیج دیا رفتہ رفتہ حضرت عبداللہ کے پاس چار سو عرب جمع ہوگئے بادشاہ نے آپ کی بڑی تعظیم و توقیر کی اور

CS CamScanner

آپ کو شاہانہ زندگی گزارنے کے تمام وسائل بہم پہنچائے اس طرح آپ ۱۴۵ھ میں وارد سندھ ہوئے تھے سندھ میں قیام کے چند سالوں میں آپ کو کچھ سکون نصیب ہوا مورخین اس معاملہ میں مختلف الرائے ہیں کہ جس بادشاہ سندھ نے آپ کو امان دی تھی وہ ہندو تھا یا مسلم اکثر نے اسے مشرک کہا ہے لیکن قرائن سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ مسلمان تھا کیونکہ اس زمانہ میں سندھ میں کئی مسلمان بادشاہ چھوٹے چھوٹے ملکوں کے حکمران تھے اس کے بعد اس نے اپنی بیٹی حضرت عبداللہ کے نکاح میں دی سب سے بڑھ کر یہ کہ کسی مشرک کو حضور علیہ الصلواۃ والسلام سے محبت و عقیدت اور آپ کی اولاد اطہار کی اتنی تعظیم و توقیر کی کس طرح توقع کی جا سکتی ہے للہذا بعض کا قول ہی صحیح اور قرین قیاس ہے وہ بادشاہ مسلمان ہی ہو سکتا تھا واللہ اعلم بالصواب۔

حضرت بابا عبداللہ شاہ الاشتر (غازی) رحمۃ اللہ علیہ کی شہادت

منصور کو جب ان حالات کی خبر ہوئی تو وہ سخت برہم ہوا اور اسی وقت عمرو بن حفص کی معزولی کا حکم نامہ روانہ کر دیا مگر یہ فکر دامنگیر رہی کہ سندھ کی گورنری کس کو دی جائے ایک روز ہشام بن عمرو تغلبی منصور کے ساتھ سوار جا رہا تھا اس کو محل سرائے شاہی تک پہنچا کر اپنے مکان پر آیا تھوڑی دیر کے بعد پھر منصور کے پاس پہنچا اور اپنی بہن کو زوجیت کے لئے پیش کیا منصور نے کہا مجھ کو نکاح کی حاجت نہیں ورنہ تیری بہن کو ضرور قبول کر لیتا میں تجھے سندھ کا گورنر بناتا ہوں منصور نے ہشام کو سندھ کی گورنری کی سند دے کر اس ہدایت کے ساتھ روانہ کیا کہ سندھ پہنچ کر تم نے پہلا کام یہ کرنا ہے کہ عبداللہ اشتر کو گرفتار کر کے میری طرف بھیجنا ہے یا اس کا سر مجھے روانہ کرنا ہے اور جس بادشاہ نے حضرت عبداللہ الاشتر کو پناہ دی ہے اس کے ملک پر حملہ کر کے اس کا ملک چھین لینا ہے اور اسے قتل کر دینا ہے ہشام سندھ پہنچ گیا اور گورنری کے فرائض سنبھال لئے لیکن ہشام اندرونی طور پر محب اہل بیعت تھا اس لئے وہ حضرت عبداللہ کو کوئی تکلیف نہیں پہنچانا چاہتا تھا اس لئے وہ منصور کو ہمیشہ یہ لکھتا رہا کہ میں بادشاہ کے ساتھ خط و کتابت کر رہا ہوں کہ وہ حضرت عبداللہ کو میرے حوالے کر دے لیکن منصور کی صرف ایک ہی رٹ تھی کہ حضرت عبداللہ کا مسئلہ جلد سے جلد ختم کیا جائے اور اس میں سستی سے ہرگز کام نہ لیا جائے اقتدار کے بھوکے منصور کو بغداد سے تین ہزار میل دور گلشن جگر گوشہ رسول سیدہ فاطمۃ الزہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے ایک کملائے ہوئے پھول کو بھی برداشت نہ کر سکتا تھا کیا اسے ہوس اقتدار کہا جائے گا یا بغض و عداوت اہل بیت کہا جائے گا انسان کا باطن جب تاریک

ہوجاتا ہے تو وہ خیر و شر کی تمیز سے عاجز ہو جاتا ہے ہوس اقتدار اسے فہم و ادراک محبت و عداوت اپنے اور پرائے کی تمیز سے بے بہرہ کر دیتی ہے کیا ایسے لوگ خلافت کے اہل تھے اور جن لوگوں پر ارض کی وسعتوں کو تنگ کر دیا گیا اور ان کا جینا کسی بھی حال میں دو بھر کر دیا گیا وہ خروج نہ کرتے تو کیا کرتے دوسری طرف حالت یہ تھی کہ حضرت عبداللہ کے دست حق پرست پر روزانہ بے شمار لوگ مشرف بہ اسلام ہو رہے تھے قرآن و حدیث کی محفلیں عروج پر تھیں ذکر و فکر کا بول بالا تھا اطراف سے آئے ہوئے علماء بھی درس و تدریس میں مصروف تھے نو مسلموں کو ضروریات دین کی تعلیم دی جا رہی تھی آپ کبھی کبھار چلہ کشی میں مصروف ہو جاتے اس ملک کا بادشاہ جو آپ کا انتہائی معتقد بن چکا تھا اپنی لڑکی آپ کے نکاح میں دیدی تھی اس کے بطن سے آپ کے ہاں ایک بچہ بھی پیدا ہو چکا تھا جس کا اسم گرامی ابو الحسن محمد الاشتر رکھا گیا تھا ہشام نے حیلوں بہانوں سے ایک سال گزار لیا لیکن اب منصور کے صبر کا پیمانہ لبریز ہو چکا تھا اور وہ ہشام کو حضرت عبداللہ کے قتل کے لئے سخت احکام بھیجنے لگا بالاخر ہشام نے مجبور ہو کر اپنے بد بخت بھائی سفیح کو ایک لشکر دے کر اس مقصد کے لئے روانہ کیا جو اس ملک کے اردگرد پھیل گیا اور حضرت عبداللہ کے معمولات کی جاسوسی کرنے لگا آپ پر جب کبھی خاندان کی تباہی و بربادی اور نہ ختم ہونے والے مسائل کی وجہ سے غم و اندوہ کے بادل چھا جاتے تھے اور ماضی کی تلخ یادوں کے نقشے آنکھوں میں سما جاتے تھے تو آپ غم کو ہلکا کرنے کے لئے چند ساتھیوں کے سمیت گھوڑوں پر سوار ہو کر زندگی کی کشمکش سے دور ویرانوں سے گزر کر وادی مہران (دریائے سندھ) کے کنارے پہنچ جایا کرتے تھے اور وہاں اہل بیعت کے دنیا میں بکھرے ہوئے داغوں کو دھونے کی کوشش کیا کرتے تھے ایک دن آپ معمول کے مطابق دس نہتے ساتھیوں کے ساتھ وادی مہران کے کنارے پر پہنچے تو پہلے سے گھات میں بیٹھے ہوئے سفیح کے لشکریوں نے یکایک ظاہر ہو کر آپ کو گھیرے میں لے لیا سفیح نے آپ کو گرفتاری دینے کے لئے کہا تو آپ نے فرمایا کہ گرفتاری کا مطلب بھی موت ہے اور گرفتاری سے انکار بھی موت ہے منصور کے سامنے جا کر مرنے سے یہاں مرنا ہی بہتر ہے سفیح نے لڑائی کا حکم دے دیا سفیح کی فوج کے سردار ور سفیح کو کہا کہ تم زیادتی کر رہے ہو تمہارے بھائی ہشام نے تمہیں حضرت عبداللہ کو محض گرفتار کرنے کا حکم دیا تھا حالانکہ قلبی طور پر وہ یہ بھی نہیں چاہتا لیکن سفیح بد بخت نے ایک نہ مانی اور لڑائی کا آغاز ہو گیا دس نہتے آدمیوں اور مسلح فوج کا کیا مقابلہ تھا بہر حال آپ کو دس ساتھیوں سمیت شہید کر دیا گیا انا للہ وانا الیہ راجعون اس کے بعد سفیح نے آپ کا سر مبارک کاٹنے کا حکم دیا لیکن اس کے ساتھیوں

CamScanner

نے آپ کو شناخت نہ کر سکنے کا بہانہ بنا کر یہ قبیح فعل نہ کیا اور ایک روایت کے مطابق آپ کے جسد انور کو سفیح کے ساتھیوں نے ہی اس خوف سے کہ سفیح آپ کا سر نہ کاٹ لے دریا میں بہا دیا جسے بعد میں آپ کے معتقدین نے نکال لیا اس کے بعد سفیح نے اس بادشاہ کے ملک پر حملہ کر دیا خوف و ہراس دار و گیر اور قتل و غارت کی مسموم فضاء میں آپ کے مریدین نے رات کی تاریکی میں آپ کی مانوس و محبوب پہاڑی پر آپ کو دفن کر دیا جنگ کی شدت کے باعث آپ کے معتقدین آپ کی مزار کی سمت بھی صحیح نہ رکھ سکے یوں گلشن رسالت کا یہ تابناک پھول بھی خاک و خون کی نذر ہو گیا یہ حادثہ جانکاہ ۱۵۱ھ میں پیش آیا ہشام نے منصور کو حضرت عبداللہ اشتر کے واقعہ کی اطلاع بھیجی وہ خوشی سے پھولے نہ سمایا اور ہشام کی بہترین کارکردگی پر اسے تحسین و آفرین کا پیغام بھیجا۔ ہشام نے منصور کو پیغام کے ساتھ حضرت عبداللہ کی بیوی اور چھ ماہ کا بچہ ابوالحسن محمد اشتر بھی بھیجا تھا چنانچہ منصور نے آپ کی بیوی اور بچے کو مدینہ منورہ حضرت عبداللہ کے بھائیوں کے پاس بھیج دیا۔ سفیح نے بادشاہ کو جس نے حضرت عبداللہ کو پناہ دی تھی قتل کر دیا اور اس کا ملک تخت و تاراج کر کے اس پر قبضہ کر لیا۔

آپ کے صاحبزادے حضرت ابوالحسن محمد اشتر رضی اللہ عنہ کے مدینہ منورہ پہنچنے کے بعد کے حالات اور سندھ آنے کے متعلق ہمیں کچھ معلوم نہ ہو سکا۔

ائمہ اربعہ ' حضرت محمد مہدی و حضرت ابراھیم کا خروج

سیدنا امام اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت ابراھیم بن عبداللہ محض ابن حسن مثنیٰ بن امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی حمایت کی اور لوگوں کو فتویٰ دیا کہ لازماً ان کے ساتھ اور ان کے بھائی حضرت محمد المہدی کے ساتھ رہیں۔ کہتے ہیں کہ امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اسی جرم کی پاداش میں منصور نے بر سر بازار ڈیڑھ سو کوڑے مروائے کئی سال تک اینٹیں اور چونا شمار کرنے کی مشقت کرائی اور بالآخر جیل میں ڈال دیا اور آپ کی وفات جیل میں ہوئی حالانکہ ظاہر یہ کیا گیا کہ آپ نے عہدہ قضاء قبول نہیں کیا اس لئے آپ کو یہ سزا دی جارہی ہے لیکن اتنے عظیم المرتبت امام کو اس قدر رسوا کن سزا کی اصل وجہ یہ نہیں ہو سکتی اصل وجہ آپ کا وہ فتویٰ تھا جو آپ نے سیدنا ابراھیم اور سیدنا محمد المہدی نفس ذکیہ کے حق میں دیا۔

امام اہل مدینہ حضرت امام مالک بن انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت ابراھیم بن زید نے بن علی زین العابدین ابن سیدنا امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی حمایت کی اور لوگوں کو

فتویٰ دیا کہ ان کے ساتھ رہنا ضروری ہے اسی لئے کئی سال مخفی رہے۔

بعض نے کہا کہ امام اعظم ابو حنیفہ نے حضرت ابراہیم بن عبد اللہ المحض کی حمایت کی تھی اور امام مالک نے ان کے بھائی حضرت محمد المہدی نفس ذکیہ کی حمایت کی تھی ایک روایت یہ بھی ہے کہ حضرت امام اعظم حضرت ابراہیم کی مالی مدد بھی کیا کرتے تھے اس بارے میں مجھے امام جلیل احمد بن حنبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کسی خاص بات کا علم نہیں ہے لیکن وہ کمال تقویٰ اور دقت نظر کے باوجود یزید کے کفر اور اس پر لعنت کے جواز کے قائل تھے' اس کا سبب یہی تھا کہ وہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی آل پاک سے کامل محبت رکھتے تھے اور یقیناوہ دلیل کی بنیاد پر یہ فرماتے ہوں گے۔

امام قرشی نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے چچا کی اولاد امام محمد بن ادریس شافعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی آل پاک کی شدید محبت کی بناء پر اس حال میں بغداد لے جائے گئے کہ وہ پابند سلاسل تھے اس سلسلے میں انہیں ایسے امور پیش آئے جن کی تفصیل طویل ہے"

عرض مصنف

بندہ عاجز نے اہل بیت سے عقیدت و محبت کی بنیاد پر حضرت بابا عبد اللہ شاہ (غازی) رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حالات زندگی پوری تفصیل سے اہم کتب تاریخ سے نقل کئے ہیں جن میں تاریخ طبری' تاریخ ابن خلدون' تاریخ ابن کثیر' تاریخ اسلام' اسد الغابہ' تاریخ کامل قابل ذکر ہیں فضائل اہل بیت اکثر برکات آل رسول سے نقل کئے گئے ہیں۔

مجھے امید ہے کہ یہ کتاب حضرت بابا عبد اللہ شاہ صاحب کی عظیم شخصیت کے کامل تعارف کے لئے مفید ثابت ہوگی اور یہ کتاب پڑھ لینے کے بعد آپ کے مرتبہ و مقام سے قاری کو مکمل آگاہی حاصل ہوجائے گی۔ حضرت بابا عبد اللہ شاہ صاحب کے لاکھوں معتقدین میں سے کوئی شخص اگر اس کتاب کو شائع کرنا چاہے تو اس کو اس شرط پر پوری اجازت ہے کہ اس کتاب کے مندرجات میں کسی قسم کی تبدیلی نہ کی جائے اور من و عن اسے شائع کرا کے مفت تقسیم کیا جائے۔ اللہ تعالیٰ اہل بیت کرام کے طفیل ان کے نقش قدم پر چل کر مجھے دین متین کی خدمت کی توفیق عطا فرمائے اور خاتمہ بالخیر فرمائے۔

حضور سید الانبیاء والمرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی کامل اتباع و اطاعت نصیب فرمائے۔

درگاہ پر انوار کے قابل توجہ مسائل اور تجاویز

یہ حقیقت کسی دلیل کی محتاج نہیں کہ پاکستان میں اہل بیعت اطہار میں سے حضرت بابا عبداللہ شاہ صاحب المعروف بہ الاشتر سے حضور نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے زمانہ کے زیادہ قریب کسی کا مزار مقدس نہیں ہے۔ اہل بیعت میں سے پہلی ہستی آپ ہیں جن کا کراچی (سندھ) میں مزار منور ہے اس کو سندھ کی جتنی خوش بختی سمجھا جائے وہ اس سے بھی بڑھ کر خوش قسمت خطہ زمین ہے جو ظلم و ستم کے ادوار میں اہل بیعت اطہار کے لئے جائے امن و سکون بنا۔ لیکن آپ کی اس عظمت کے شایان شان آپ کی درگاہ کا انتظام نہیں ہے۔

محکمہ اوقاف مزارات کی آمدنیاں چاٹنے میں بہت بری شہرت رکھتا ہے اور دیگر سرکاری محکموں کی طرح اوقاف بھی بدنظمی اور لوٹ کھسوٹ میں مہارت تامہ رکھتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ آپ کے دربار کے پاس جو وضو خانہ ہے اس میں پانی نہیں ہوتا، بجلی چلی جائے تو ایک انتہائی ضعیف جنریٹرز یر استعمال لایا جاتا ہے جو بمشکل چند بلب روشن کر سکتا ہے عورتوں کی جانب کوئی جالی نہیں تاکہ مرد اور عورتیں آمنے سامنے کھڑے ہونے پر مجبور نہ ہوں شریعت مطہرہ کے پاسبانوں کے مزارات پر بے پردگی کا ماحول بنادیا گیا ہے جس کے باعث فاتحہ خوانی کرنے والے لوگوں کو سخت تکلیف ہوتی ہے۔

روضہ مبارک کی سابقہ تنگ مکانیت بدستور چل رہی ہے سامنے کی جانب وسیع جگہ موجود ہے اس کی بھرتی کراکر روضہ مبارک کو کافی وسیع کیا جاسکتا ہے اس طرح روضہ مبارک کو وسیع کیا جائے کیونکہ مخصوص ایام میں انتارش ہوجاتا ہے کہ زبردست دھکم پیل ہوتی ہے منتظمین کی چلو آگے بڑھو کی آوازیں زائرین کی پریشانی کا باعث بنتی ہیں۔ خواتین کے لئے علیحدہ زینے کا بندوبست کیا جائے۔

مسجد بالکل ایک جانب ہے اور وہ بھی ضعیف اور وہ زائرین کو نظر بھی نہیں آتی کیونکہ اس کے سامنے دو کانیں بنادی گئی ہیں اس طرح اس کی افادیت ختم ہوگئی ہے مسجد کو از سرنو تعمیر کیا جائے اور دربار عالیہ کے شایان شان مسجد ہونی چاہیے مسجد اور دربار کے درمیان حائل تمام دوکانیں ہٹادی جائیں تاکہ زائرین کو مسجد کے وجود کا علم ہوسکے۔

دربار کی مسجد میں نذر و نیاز کی حرمت کے قائل امام کی بجائے ایسا امام مقرر کیا جائے جو اولیاء اللہ کا معتقد ہو اور نذر و نیاز کو جائز سمجھتا ہو تاکہ وہ اولیاء اللہ کی شان بیان کر کے صاحب

CamScanner

مزار کے عظیم مرتبہ و مقام سے لوگوں کو روشناس کرائے۔

روضہ مبارک کی شرقی جانب وسیع خالی پلاٹ موجود ہے اس پر ایک عظیم الشان دینی درسگاہ قائم کی جائے۔

اطراف و جوانب میں نئے بننے والے گنبدوں کو بہرحال پست رکھا جائے حضرت لعل شاہ رحمتہ اللہ علیہ کے روضہ مبارک کا گنبد بلاوجہ آپ کے روضہ مبارک کے گنبد سے اونچا کردیا گیا ہے جس کو کسی طرح آپ کے روضہ سے بلند نہیں ہونا چاہئے تھا۔

شریعت مطہرہ کے خلاف عمل کرنے والے لوگوں کو مزار مبارک کے احاطہ سے دور رکھا جائے تاکہ صاحب مزار کی نسبی اور علمی جلالت پر حرف نہ آئے۔

روڈ کے ساتھ دوکانوں کے علاوہ اندرونی دوکانوں کو ختم کر کے صفائی کا نظام بہتر بنایا جائے محکمہ اوقاف نے آپ کے مزار کے احاطہ کو کمرشل زون بنادیا ہے اس طرح جگہ میں کافی تنگی پیدا ہوگئی ہے کمرشل اداروں کو ختم کر کے انتہائی خوبصورت لان بنائے جائیں۔

محکمہ اوقاف اگر اجازت دے تو روضہ انور کی توسیع اور جدید انتظامات ہم اپنے اخراجات پر کرنے کے لئے حاضر ہیں۔

سید محمد جمال الدین کاظمی عفی عنہ

۲۴ ربیع الثانی ۱۴۱۵ھ کراچی

CamScanner

تحریکِ اسلامی انقلاب پاکستان

کے

اغراض و مقاصد

- مروّجہ غیر اسلامی طریقۂ انتخاب کا خاتمہ اور اسلامی طریقۂ انتخاب کا اجرا۔
- اسلامی نظام کا مکمّل نفاذ اور غیر اسلامی نظاموں کا خاتمہ۔
- مفت، فوری اور مؤثر انصاف کا یقینی حصول۔
- دولت و وسائل دولت کی غیر منصفانہ تقسیم کا یکسر خاتمہ۔
- ذرائع ابلاغِ عامّہ کی مکمّل تطہیر۔
- امر بالمعروف نہی عن المنکر کا فوری اجراء۔
- جذبۂ جہاد کا احیاء اور اس جذبے سے اسلامی نظریاتی سرحدوں کا تحفظ۔

مرکزی امیر حضرت علامہ مولانا

سیّد فرید الحسنین کاظمی دامت برکاتہم عالیہ

موبائل: 0300-2484765

مرکزی دفتر:۔ تحریکِ اسلامی انقلاب نزد قمر العلوم مارٹن پور روڈ کراچی ۵۳ فون: 2526485 2513995